عبدالسلام

نامی علما و مشائخ

مؤلف

(مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

عبد السلام نامی علماء و مشائخ کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک وقیع تذکرہ

بنام

عبد السلام
نامی علما و مشائخ

مؤلف

(مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

نام	عبد السلام نامی علماء و مشائخ
مؤلف	(مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی [فاضل: جامعۃ المدینہ، فیضان عطار، ناگ پور، مہاراشٹر]
نظرثانی	حضرت مولانا طیفور رضا امجدی
ناشر	صابیا ورچوئل پبلی کیشن **SABIYA VIRTUAL PUBLICATION**
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ	**PURE SUNNI GRAPHICS**
سنہ اشاعت	**JUMADAL OOLA 1444H** **DECEMBER 2022**
صفحات	**211**

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL
info@abdemustafa.com

بسم الله الرحمن الرحيم
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

فہرست

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرما رہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جا رہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "**ٹیم عبد مصطفی آفیشل**" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آ گئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم

اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہو گا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

شمس خدمت

1444ھ

نتیجہ فکر

استاذ العلما، عمدۃ الشعرا حضرت علامہ مولانا **مفتی مشتاق احمد** عزیزی امجدی

[استاذ و مفتی جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک مہاراشٹر]

کیسا تاریخی عمدہ ہے یہ کام	کارِ مدحت کی گلدستگی
بر زمین عباد السلام	ہے پسند خوص و عوام
فکرِ نازش کی پا بار کاب	لکھ کے احوال عباد السلام
جو دواں ہر گھڑی صبح و شام	کر لیا جاوداں اپنا نام
ذکرِ صلحا کے اوقات میں	یہ مرقع ہے اس کا گواہ
رحمت حق ہے نازل مدام	قلبِ نازش میں حق کا قیام
ان سے امیدِ ملت بہت	سب سے پہلا یہ قلمی عمل
با خوشی اور رہیں ھمام	ہوسکا تھا نہ اب تک یہ کام

مظہرِ فضلِ خلاق ہیں
اِن بزرگوں کے صدقے طفیل

ہر نیت ان کی ہوتی ہے تام
نقد دونوں جہاں میں دام

نازشی فکر کا یہ ثمر
ساتھ جن کے فضل خدا

نسلِ نو کے لئے ہے پیام
ان کی تقدیر میں ہے سہام

اِن کی مدحت میں مصروف خوب
راہِ کاغذ پہ قدم فکر

ہے زبانِ مشائخ کرام
ہر گھڑی چلتا ہے خوش خرام

واہ! مشتاق نازش کا فن
خوب رکھتا ہے اونچا مقام

شرفِ انتساب

امام الھند، صدر الافاضل، فخر الاماثل،

مفسّر قرآن حضرت علامہ الشاہ سید نعیم الدین مراد آبادی

خلیفہ صدر الافاضل مخدوم ملت صابری بلبل

حضرت علامہ الشاہ قاری عبد اللطیف نعیمی صابری۔

شہزادہ صابری بلبل، زبدۃ الاتقیا، عمدۃ الاصفیا

حضرت حافظ و قاری لطف الرحمٰن نعیمی لطیفی۔

استاذ الحفاظ والعلما، صوفی باصفا، زاہد بے ریا

حضرت حافظ صوفی سعید احمد ابراہیمی سلامی۔

جن کے علمی وروحانی فیضان سے مستفیض ہوکر بندہ آج کسی قابل ہے

اور اپنے والدین کریمین کے نام جنھوں نے اپنے سکھوؤں کو قربان کر کے مجھے

علم دین کی عظیم زیور سے آراستہ کیا

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خادم العلما

غلام سبحانی نازؔش مدنی مرادآبادی

خادم التدریس: جامعۃ المدینہ، ضلع اناؤ، یوپی

پیش لفظ

اسلاف کی حیات و کارنامے ہمیں جینے کا سلیقہ سکھاتے، جہد و مشقت کا درس دیتے اور نسلِ نو کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ ناچیز کو شروع ہی سے اسلاف شناسی اور تذکرہ نگاری کا کافی ذوق و شوق رہا ہے۔ بزرگوں کے سوانحی مطالعہ کے دوران عبد السلام نامی کئی اکابر علماء و مشائخ کے تذکرے فقیر کی نظر سے گزرے۔ جس کو پڑھ کر ذہن میں یہ خیال گزرا کہ کیوں نا عبدالسلام نامی علما و مشائخ اور صوفیا کے تذکروں کو یکجا کر کے تذکرہ نگاری کی صنف میں ایک منفرد تذکار کا اضافہ کیا جائے۔ تاکہ تذکرہ کے شائقین احباب اس نئے اور منفرد کام سے مستفید اور لطف اندوز ہو سکیں۔

لیکن چونکہ یہ میرا اپنا ارادہ تھا اس لئے مناسب سمجھا کہ اس کام کے بابت اپنے کچھ علم دوست حضرات سے رائے اور مشورہ لے لیا جائے تاکہ اس کام میں مزید توثیق پیدا ہو جائے۔ اس واسطے فقیر نے اپنے محسن و کرم فرما خلیفہ و تلمیذِ مفتی نانپارہ استاذ العلماء، عمدۃ الشعراء حضرت علامہ مولانا مفتی مشتاق صاحب عزیزی امجدی قادری دامت فیوضہم القدسیہ سے اس کام کے بابت فون پر بات کی اور اپنے ارادہ کو ظاہر کیا۔ تو حضور والا نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا، کام کی تحسین فرمائی

اور کرنے کا حکم بھی دیا۔

علاوہ ازیں محسن گرامی استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا عبد السلام صاحب رضوی مہوا کھیڑی مد ظلہ العالی سے بھی اس کام کے بابت تبادلہ خیال ہوا تو آپ نے بھی اثبات میں جواب دیتے ہوئے اس کام کو پسند فرمایا۔ اس طرح اپنے ان محسنین کے نیک مشوروں کے ساتھ بندہ ناچیز نے کام کا آغاز کیا اور تقریباً ڈیڑھ/دو ماہ کے اندر اس کام کو تکمیل کے مرحلہ تک پہنچانے میں کامیاب ہوا۔

مذکورہ روداد کے بعد بات آتی ہے تشکر و امتنان کی تو سب سے پہلے فقیر بے حد ممنون و مشکور ہے ممتاز القلم حضرت مولانا غلام مصطفیٰ النعیمی زید شرفہ کا کہ آپ نے اپنی گراں قدر تقریظ لکھ کر شاد کام فرمایا۔ اور اسی طرح شکر گزار ہے استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی عبد السلام رضوی مصباحی (شیخ الحدیث: جامعہ انوار العلوم، تلشی پور، ضلع بلرام پور، یوپی) کا کہ آپ نے فقیر کی اس حقیر کوشش و کاوش پر اپنے قیمتی تاثرات رقم فرمائے۔ یوں ہی راقم احسان مند ہے اپنے محسن و کرم فرما عمدۃ الشعرا حضرت علامہ مولانا مفتی مشتاق صاحب عزیزی امجدی قادری دامت فیوضہم القدسیہ کا کہ آپ نے تاریخی منظوم تاثرات لکھ کر اس حقیر کاوش کی رونقوں کو دوبالا کیا۔ اور اگر محب گرامی حضرت مولانا طیفور رضا امجدی زید مجدہ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو انتہائی احسان فراموشی ہوگی۔ لہذا احقر شکر گزار ہے محبی مخلصی

حضرت مولانا طیفور رضا امجدی زید مجدہ کا کہ آپ نے اپنے قیمتی ،تدریسی اوقات سے کچھ وقت نکال کر کتاب کے مسودہ کو دو بلکہ سہ بار یک سوئی کے ساتھ بالاستیعاب حرف بحرف پڑھا اور جہاں جہاں علمی ،ادبی خامیاں نظر آئیں ان کی اصلاح فرمائیں۔

دعا ہے اللہ جل مجدہ ان تمام شرکائے کار کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔آمین !بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم العلم والعلما
غلام سبحانی ناؔزش مدنی مرادآبادی
خادم التدریس: جامعۃ المدینہ، ضلع اناؤ، یوپی
۲؍ربیع الغوث/۱۴۴۴،۱۰؍ف اکتوبر/۲۰۲۲

تقریظ جلیل

ادیب شہیر حضرت مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی

[مدیر اعلیٰ: سواد اعظم دہلی]

اسلاف کا تذکرہ اخلاف کو جہاں ان کی زندگی سے روشناس کراتا ہے وہیں اسلاف کی جدو جہد سے بڑے اور مشکل کاموں کے لیے ترغیب و تحریک بھی ملتی ہے۔انہیں مقاصد کے پیش نظر ہر دور میں اسلاف کے پاکیزہ تذکروں کو قلم بند کرنے کا سلسلہ جاری وساری رہا ہے۔اسی حسین روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے جماعت اہل سنت کے ابھرتے ہوئے قلم کار مولانا غلام سبحانی نازش مدنی نے ایک نئ جہت اور نئے انداز میں "عبدالسلام" نام کے چند علما و مشائخ کا تذکرہ قلم بند کیا ہے۔اس کتاب میں مرتب نے کل چودہ(۱۹) افراد کا تذکرہ قلم بند کیا ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

1/ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ عبدالسلام چشتی ناگوری۔

2/ شیخ عبدالسلام المعروف شاہ اعلیٰ چشتی صابری پانی پتی

3/ حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری مجددی

4/ شیخ الاسلام حضرت مفتی عبدالسلام سہروردی لاہوری

5/ حضرت مولانا مولوی عبدالسلام شاہ ہسوی

6/ حضرت علامہ عبدالسلام عباسی قادری بدایونی

7/ قطب وقت حضرت خواجہ عبدالسلام نقشبندی بہادر گنجوی

8/ خلیفہ اعلیٰ حضرت عید السلام حضرت مفتی عبدالسلام جبل پوری

9/ ناصر الاسلام حضرت علامہ سید شاہ عبدالسلام قادری باندوی

10/ تلمیذ محدث سورتی حضرت علامہ عبدالسلام اعظمی

11/ قطب نیپال حضرت صوفی عبدالسلام رضوی نیپالی

12/ قمر رضا حضرت عبدالسلام قادری فتح پوری

13/ مخدوم ملت علامہ مفتی عبدالسلام رضوی سنبھلی

14/ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی عبدالسلام رضوی بلرام پوری مدظلہ العالی

15/ یادگار اسلاف حضرت علامہ مفتی عبدالسلام قادری اٹکوی دامت برکاتہم القدسیہ

16/ پیکر علم و عمل حضرت مولانا عبدالسلام رضوی مہواکھیڑی مدظلہ العالی

17/ نمونہ اسلاف حضرت علامہ حافظ عبدالسلام حشمتی بارہ بنکوی دامت برکاتہم القدسیہ

18/ پیر طریقت حضرت علامہ عبدالسلام قادری امانت دامت برکاتہم القدسیہ

19/ استاذ العلما حضرت علامہ مفتی عبدالسلام قادری مصباحی راج محلی مدظلہ العالی

ان انیس افراد میں سے اول الذکر تیرہ افراد وفات یافتہ ہیں جب کہ آخر الذکر چھ افراد بقید حیات ہیں۔ مرتبِ کتاب نے وفات یافتہ حضرات کے تذکروں کے

لیے ماقبل میں لکھی کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے حالات کو اپنے انداز میں مرتب کیا ہے۔ مؤلف کتاب نے تمام افراد کے تعارف میں ان چیزوں کا خاص خیال رکھا ہے۔

اولاً نام بعدہ سن ولادت، جائے ولادت، تصنیف و تالیف، شاگرد و خلفا، اولاد اور اہم دینی و ملی کارنامے۔ اسی ترتیب کے مطابق تمامی حضرات کا تذکرہ قلم بند کیا ہے۔ انداز تحریر سادہ اور شگفتہ ہے۔ پڑھتے ہوئے اکتاہٹ نہیں ہوتی اور دل چسپی برقرار رہتی ہے۔

مؤلف کتاب کو داد دینا ہوگی کہ انہوں نے تذکرہ نویسی میں اپنی جودت طبع سے ایک نئی جہت سے کام کیا۔ وفات یافتہ افراد کے زیادہ تر تذکرے انہیں بھلے ہی دیگر کتابوں سے حاصل ہو گئے لیکن انہوں نے جس طرح ہم نام علما کے تذکروں کو عنوان قلم بنایا وہ اس کتاب کو ایک نیا رنگ دیتا ہے۔

موصوف نے اپنی کتاب میں پانچ ایسے علما کو بھی شامل کیا ہے جو ابھی بقید حیات ہیں (رب العالمین انہیں صحت و عافیت سے رکھے) یہ سلسلہ بھی اچھا ہے اس طرح کم از کم ان افراد سے متعلق بنیادی باتیں مستند طریقے پر معرض تحریر میں آجاتی ہیں۔ وگرنہ مدت مدیدہ کے بعد لوگ بنیادی معلومات کے لیے بھی

کہاں کہاں کی خاک چھانتے پھرتے ہیں یہ اہل علم و قلم بخوبی جانتے ہیں۔

ہم نام علما و مشائخ پر کتب و رسائل کی ترتیب کی ایک قدیم تاریخ رہی ہے۔ بعض صاحبان قلم نے تو ہم نامی کے ساتھ ساتھ ہم لقب علما کے تذکرے بھی جمع کیے ہیں۔ اس طرح کی کاوشیں کئی جہت سے بڑی نفع بخش ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو اس طرح کی کتابوں میں قاری کی دل چسپی بڑھ جاتی ہے، دوسرے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے خطے میں جس نام کی دھوم ہے اسی نام کی دھومیں دوسرے خطوں میں بھی ہیں۔ تیسرا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کو ایسے ناموں کی جانب رغبت ہوتی ہے، کہ جس نام کے افراد نے اتنے کارنامے انجام دیے ہو سکتا ہے کہ ہمارے بچوں کو بھی ایسی ہی برکتیں میسر ہوں۔ یہ ترغیب بھی یقیناً ایک بڑی بات ہے جو اس طرح کے تذکروں سے حاصل ہوتی ہے۔

اخیراً مولانا غلام سبحانی نازش مدنی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک نئی جہت سے کام کیا۔ ان کی حالیہ فعالیت اور کاوشوں سے ان کے روشن مستقبل کی امید بندھتی ہے۔ رب کریم انہیں اسلاف کا سچا پیرو کار بنائے اور ان سے خدمت دین کا خوب خوب کام لے۔ جس طرح کم عمری میں انہوں نے کام شروع کیا ہے وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مزید نکھار آئے گا، تجربات بڑھیں گے تو رنگ بھی نکھرے گا۔ رب قدیر ان کی قلمی کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں

اپنی بستی، والدین، خاندان اور اساتذہ کی نیک نامی کا ذریعہ بنائے۔

ع۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

اسیر صدرالافاضل

غلام مصطفےٰ النعیمی

۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۴۴ھ

15 اکتوبر 2022 بروز ہفتہ

تاثّر گرامی

یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالسلام رضوی مصباحی مدظلہ النورانی

[شیخ الحدیث و مفتی جامعہ انوار العلوم تلشی پور، ضلع بلرام پور، یوپی]

حامدا و مصلیّا و مسلما!

بفضلہ تعالی (جل مجدہ) وبکرم حبیبہ الاعلیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ''عبدالسلام نامی علماء و مشائخ''کتاب باضابطہ دیکھا اور پڑھا۔ یہ کاوش و محنت ہے جماعت اہل سنت کے ایک بالغ نظر، باذوق، باصلاحیت، جفاکش، بزرگوں کی بارگاہ کے حد درجہ مؤدب، اخلاق نبوی ﷺ کے پیکر، جامع کمالات، پیکر اخلاص، منبع محاسن واوصاف، مصدر وفیوض وبرکات حضرت العلام مولانا غلام سبحانی نازؔش مدنی مصطفائی مدفیضہ وطال عمرہ کی یہ کتاب مستطاب لطیفی دار المطالعہ ٹھاکردوارہ، مرادآباد، یوپی سے شائع ہوکر عوام و خواص کے مابین مقبول ہے۔

اپنے ان مشائخ اور علما کو جو کہ اللہ کے پیارے ہوگئے۔ ان کی سوانح مبارکہ معرض تحریر میں لانا اور ان کی حالات زندگی اور انمول کارنامے لکھنا، اور ان کی خدمات دینیہ اجاگر کرنا یہ مشکل کام ہے جو جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ کتابوں کا حد درجہ مطالعہ کرنا، اس کے لئے وقت نکالنا، جہد مسلسل کرنا، عوام وخواص سے رابطے کرنا اور اپنی ضروریات کو ملحوظ خاطر رکھنا یہ مشکل امر ہے۔

تقریبا دو ماہ قبل حضرت نازش مدنی صاحب مدفیضہ نے مجھ سے ذکر فرمایا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ "عبدالسلام نامی علماء و مشائخ" کتاب منظر عام پر لاؤں تا کہ قوم اس سے مستفیض و مستنیر ہو سکے۔ ایک ماہ کے اندر میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ کتاب منظر عام پر آگئی۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مدنی صاحب کام کی مشین ہیں۔

طرز تحریر نہایت عمدہ، ترتیب بھی لائق صد ستائش، مضمون نہایت جامع ، انداز سہل و سادہ ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ کوزہ میں سمندر موجود ہے۔ یہ کتاب عوام و خواص کے لئے نہایت مفید و کارآمد ہے۔ خدائے قادر و قیوم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مدنی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے، اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے اور اس کتاب کو مقبول انام بنائے۔

آمین! بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ۔ فقط!

دعا گو و جو

عبدالسلام رضوی مصباحی

شیخ الحدیث و مفتی جامعہ انوار العلوم تلشی پور، ضلع بلرام پور، یوپی

16/ربیع النور شریف 1444ھ

(1)شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ عبد السلام چشتی سلیمانی ناگوری

نام ونسب:

حضور شیخ الاسلام والمسلمین قدس سرہ کا نام نامی اسم گرامی ”عبدالسلام“ ہے جبکہ آپ ڈوڈی پیر سے مشہور ہیں۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت خواجہ نذر محمد علیہ الرحمۃ ہے۔جن کی درگاہ شریف جودھ پور ناگوری گیٹ کے باہر شپ ہاؤس کے سامنے ہے۔

تبحر علمی:

حضرت خواجہ عبدالسلام چشتی علم وحکمت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔فارسی کے علاوہ سنسکرت،پنجابی اور دیگر کئی زبانوں پر آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کے مبارک ہاتھ سے لکھی ہوئی آیات قرآنیہ دیکھنے کے بعد آج کی طباعت ہیچ ہے۔

حلقہ مریدین:

آپ کے مریدین ہندوستان کے علاوہ،پاکستان بنگلہ دیش اور عرب ممالک میں بھی ہیں۔آپ نے ۱۸٦۷ء میں حج بیت اللہ کیا اور سعودیہ عربیہ میں آپ کی بہت سی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔جن کو دیکھ کر کافی حضرات آپ کے حلقہ

ارادت میں داخل ہوئے۔

تصنیف وتالیف:

حضرت خواجہ عبد السلام قدس سرہ العزیز نے دینیات کے علاوہ طب وحکمت اور علم جفر میں متعدّد کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ جن کی تفصیل کوشش بسیار کے بعد بھی معلوم نہ ہوسکی۔

کرامات:

حضرت خواجہ عبد السلام چشتی سلیمانی قدس سرہ العزیز کے منظوم حالات میں آتا ہے کہ آسوپ کے رہنے والے آپ کے ایک مرید خواجہ بخش بیان کرتے ہیں کہ مجھے کوڑ کی بیماری ہوگئی۔ اور سارے بدن پر پھیل گئی۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گل گئیں۔ اپنی یہ حالت دیکھ کر میں گھبرا جاتا تھا۔ اور سب سے زیادہ پریشانی مجھے اس وقت لاحق ہوئی جب لوگ مجھ سے دور دور رہنے لگے اور الگ مکان میں مجھے رکھ کر میرا کھانا پانی سب الگ کردیا۔

اپنے گھر والوں کے اس سلوک نے میرا جینا دوبھر کردیا۔ مجھے اس بات پر اس قدر رنج وغم ہوا کہ میں مرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اور میرے گھر والوں میں بھی اس غم سے پریشان اور فکر مند تھے کہ کہیں میں خودکشی نہ کرلوں اس لئے میری نگرانی بھی رکھی جاتی تھی۔ مگر میں نے پورا ارادہ کرلیا تھا کہ خود کو ہلاک کر کے

اس عذاب نما زندگی سے چھٹکارا ضرور حاصل کروں گا۔آخر موقع پاکر ایک دن آسوپ کے بازار میں ، میں پہنچا اور اپنے ایک مہاجن دوست کی دکان پر جاکر افیون کی ایک بٹی لے کر گھر واپس آیا اور گھر کے سارے دروازے بند کر دئیے۔ افیون کی بٹی کو پانی میں گھول کر میں نے پینے کے لئے تیار کر لیا، مگر اللہ عزوجل کو میری اس طرح موت منظور نہ تھی۔ لہذا ادھر بنیے کے دل میں یہ خیال آیا کہ ہو نہ ہو خواجہ خودکشی کرنے کے لئے ہی افیون کی بٹی لے گیا ہے۔اس خیال کے آتے ہی وہ دوڑتا ہوا میرے گھر آیا اور میرے بارے میں پوچھا۔

گھر والوں نے بتایا کہ گھر میں ہیں اور اندر سے دروازہ بند ہے۔ ادھر میں افیون کا گھول پینے جارہا تھا کہ بنیا آگیا اور مجھ سے دروازہ کھلوایا اور افیون کا گھول لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن گھر کے سارے لوگ روحل شریف جبہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کے لئے روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ میں نے بھی جبہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کا ارادہ کر لیا۔اور روحل شریف کے لئے اپنی بوا اور گھر کے دوسرے لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔اس قافلے میں آسوپ کے چھوٹے بڑے کئی لوگ شامل تھے۔

خیر!جب روحل شریف پہنچے تو دیکھا کہ پیرو مرشد حضور شیخ الاسلام خواجہ عبد السلام وہاں جلوہ افروز ہیں۔ میں نے فوراقدم بوسی کی اپنا حال زار رورو کر اپنے شیخ

کو سنایا۔ اور اپنے مسیحا سے اس مہلک مرض سے نجات کی مدد مانگی۔ حضور پیر و مرشد خواجہ عبدالسلام علیہ نے فرمایا: ''گھبراؤ مت، اٹھو میرے ساتھ چلو۔'' میں اسی وقت آپ کے پیچھے چل پڑا آپ مجھے ''پیر پہاڑی'' (روحل شریف میں ایک مشہور مقام ہے) لے گئے اور وہاں مجھے اپنے سامنے بٹھا کر اپنی نگاہ فیض سے مجھے دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا جب آپ نے دیکھا کہ مجھے نیند آنے لگی ہے۔ تو آپ نے گھٹنے پر سر رکھ کر مجھے سو جانے کا حکم دیا۔

آپ کے حکم پر میں سو گیا اور مجھے فوراً نیند آ گئی۔ خواب کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پیر و مرشد حضور خواجہ عبدالسلام علیہ الرحمہ تشریف لائے اور میرے سر کا چمڑا چٹکی سے پکڑ کر ایک جھٹکا مارا تو میری ساری کھال اترتی چلی گئی۔ اس طرح اپنی ساری کھال اترنے پر میں چونک کر جاگ اٹھا۔ میرے شیخ نے مجھے دلاسا دیا اور فرمایا'' ڈر مت تیری ساری بیماری چلی گئی ہے، تیرے بدن سے کوڑھ جاتا رہا ہے۔ اب اٹھ اور اس چشمے ''چھاکرہ'' میں غسل کر لے۔ آپ کا حکم پاتے ہی میں فوراً اٹھا اور اس چشمے میں جا کر خوب نہایا۔ اس وقت رات کا تیسرا پہر تھا اور رات کے اندھیرے میں میرا بدن کنچن کی طرح چمک رہا تھا۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بالکل ٹھیک ہو گئی تھیں۔ سارے بدن سے کوڑھ کے نشانات بالکل مٹ چکے تھے۔

میں نے غسل کے بعد اپنے شیخ کی قدم بوسی کی، جن کے وسیلے اور نگاہ فیض سے مجھے نئی زندگی حاصل ہوئی تھی۔ اپنے پھر مجھ سے فرمایا "خبر دار! جو کچھ ہوا ہے اس کا ذکر کسی سے مت کرنا، اور چھ مہینے تک اس راز کو راز ہی رکھنا ورنہ اگر کسی کو معلوم ہو گیا تو تیرے بدن پر کوڑھ کا ایک نشان رہ جائے گا۔ ادھر تو مجھ بیمار پر یہ فضل و کرم ہو رہا تھا اور ادھر سارے گھر والے اور گاؤں کے لوگ مجھے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اتنے میں، میں وہاں پہنچ گیا۔ مجھے اس طرح صحیح و سلامت دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔ کسی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اور میرے گھر والے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ میری بوا نے مجھ سے میری بیماری کے بارے میں پوچھا۔ میں نے ان کو اس سوال کرنے کو منع کیا۔ کیونکہ اگر میں یہ راز بتا دیتا تو میرے بدن پر کوڑ کا کوئی باقی رہ جاتا اس لئے میں نے ان کو منع کر دیا۔

میری بوا نے ضد کر لی کہ تجھے یہ ضرور بتانا پڑے گا کہ تیرا بدن کیسے ٹھیک ہوا۔ مجھ سے بتا دو میں کسی سے نہیں کہوں گی تجھے تیرے پیر کی قسم ہے۔ میرے پیر صاحب کی قسم سے میں مجبور ہو گیا اور جو کچھ میرے ساتھ پیش آیا تھا میں نے اپنی بوآ کو بتا دیا کہ یہ کرم مجھ پر میرے پیر و مرشد حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبد السلام قدس سرہ کا ہے کہ میں شفایاب ہو گیا۔ یہ کہنے کے ساتھ ہی میرے ہاتھ کی ایک انگلی پر کوڑھ کا ایک نشان باقی رہ گیا جیسا کہ حضور پیر و مرشد نے کہا تھا۔

مزار فائض الانوار:

آپ کا مزار مبارک شہر سلطان التارکین ، مدینۃ الاولیا ''ناگور شریف'' میں اکبری جامع مسجد کے کچھ آگے ''ڈوڈی پیر'' کے نام سے مشہور ہے۔

(ماخوذ و ملخص: والی ولایت ناگور، ماہنامہ پیام چشت، ناگور شریف ،راجستھان، شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ دسمبر ۱۹۹۷ء)

(2) حضرت شیخ عبد السلام المعروف شاہ اعلیٰ چشتی صابری

تاریخ ولادت:

حضرت شیخ عبدالسلام چشتی صابری کی ولادت باسعادت 890ھ کو ہوئی، مادہ تاریخ "فیاض" ہے۔

نام ونسب:

حضرت شیخ عبدالسلام چشتی صابری۔ لقب: شاہ اعلی۔ سلسلہ نسب: حضرت شیخ عبدالسلام بن شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری۔ خاندانی تعلق حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد سے ہیں۔

علم وفضل:

آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ نے اپنی ظاہری و باطنی تکمیل کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی جو کہ اپنے عہد کے بڑے عارف کامل ہیں ان سے بھی خرقہ خلافت پاکر

سرفراز و ممتاز ہوئے۔ چنانچہ کسی نے ان کے حق میں بہت خوبصورت شعر کہا۔

نظام پیرو ہم پدرش نظام نظام

دو جہاں روئے تمام است است

آپ کے ایک مرید اللہ دیا نے آپ کے ملفوظات اور حالات واقعات پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام "جواہر اعلیٰ" ہے۔ اس میں انھوں نے لکھا کہ آپ کا اصل نام عبد السلام ہے مگر حضرت شیخ نظام الدین نارنولی نے آپ کو شاہ اعلیٰ کا خطاب دیا۔ اور اسی نام سے آپ نے شہرت پائی۔ نوکری کے دوران طلب حق: سیر الاقطاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ اعلیٰ ابتدائی دور میں بابر کے ایک امیر خاندان کی نوکری کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد تیر اندازی میں آپ نے بہت شہرت پائی۔ جس سے تمام فوج میں ممتاز اور یکتا نظر آتے تھے۔ مگر دل تھا کہ طلب حق میں بے چین دن و رات کی بے چینی کے باعث آخر آپ نے فوج کی نوکری کو خیرباد کہا اور اپنے وطن پانی پت پہنچ کر والد گرامی سے دلی طبیعت کیفیت بیان کیا۔ تو انہوں نے حکم دیا کہ آپ شمس الارض حضرت خواجہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار کے ساتھ حجرے میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت کریں۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ شمش الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر عبادت و ریاضت میں مشغول

ہو گئے۔ ابھی چالیس دن بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی باطنی طور پر تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ تمہارا باطنی حصہ میرے پاس ہے لہٰذا تم میرے پاس نارنول میں آؤ۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ شمش الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ مزار پُر انوار پر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ابھی چالیس دن میں بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی باطنی طور پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا باطنی حصہ میرے پاس ہے لہٰذا تم میرے پاس نارنول میں آؤ۔ چنانچہ آپ اسی بیخودی کے عالم میں گرتے پڑتے نارنول پہنچے اور حضرت شیخ نظام الدین نارنولی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر شاہ اعلیٰ کے خطاب سے نواز کر رخصت کیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۴۲ برس کی عمر شریف میں 25 ربیع الاول 1033 ھ/بمطابق جنوری 1624ء میں ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار پانی پت ہندوستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام شاہ منصور دوسرے کا نام شاہ نور تھا۔ ان دونوں کا انتقال آپ کی ظاہری حیات مبارک میں ہی ہو گیا تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ منصور کے بڑے فرزند

حضرت شاہ محمد آپ کے وصال کے بعد اپنے دادا کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

کشف و کرامات:

کرامت نمبر 1:

سید الاقطاب میں لکھا ہے۔ کہ حضرت شاہ اعلیٰ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے سونے کی کچھ اشرفیاں چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر اپنے حجرے میں دفن کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد جب اسے ضرورت پیش آئی تو اس نے اشرفیاں تلاش کیں۔ زمین کھودی گئی لیکن وہاں اشرفیوں کا نام و نشان بھی نہ ملا۔ بالآخر تھک ہار کر حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کی بات سن کر آپ بذات خود اس کے گھر تشریف لے گئے۔ ابھی اس کے گھر پہنچے ہی تھے کہ اچانک ایک جگہ پر (کُسّی) مار کر فرمایا اس جگہ کو کھود و تمہارا خزانہ یہاں دفن ہے۔ چنانچہ اس شخص نے وہاں سے زمین کھودی تو اسے چمڑے کے تھیلے میں پڑی ہوئی اشرفیاں وہاں سے مل گئیں۔ جنہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور عرض کرنے لگا حضور میں نے یہ اشرفیاں اپنے حجرے مین دفن کیں تھیں۔ لیکن اب یہ راستے میں برآمد ہو رہی ہیں۔ خدا معلوم کیا راز ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اسرار الٰہی ہے۔ ان کا انکشاف نہیں کیا جا سکتا۔

کرامت نمبر2:

آپ کی خانقاہ میں ایک کنواں ہے جو آپ نے خود کھود تھا۔ جب وہ مکمل ہوگیا۔ تو اس کا پانی کھارا نکلا۔ مریدین نے آپ کی خدمت میں پانی کے کھارے ہونے کی شکایت کی تو اتفاقاً وہاں ایک شخص چند روٹیاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے دربار سے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شاہ اعلیٰ نے ان روٹیوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا اور کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد دعا کی اور فرمایا کہ اب پانی نکالو اور پیئو۔ جب پانی نکالا گیا تو وہ میٹھا تھا اور ٹھنڈا بھی۔

کرامت نمبر3:

آپ کے وصال باکمال کے چند سال ایک ضعیف عورت جس کا شاہی خاندان سے تعلق اس طرح ہے کہ نور الدین بادشاہ نے اپنی کنیروں میں سے ا یک ایک کنیز اپنے رضاعی بھائی نواب مقرب خان کو عنایت کی تھی۔ وہ بی بی نہایت ہی عفت ماب اور قرآن پاک کی حافظہ تھیں۔ نواب اور ان کا تمام خاندان عطیہ سلطانی سمجھ کر ان کی عزت کرتا تھا۔ یہ بی بی نہایت متقیہ اور پرہیزگار تھیں۔ اور نماز پنجگانہ تھیں اور امرائے پانی پت کی لڑکیوں کی استانی تھیں۔ دختر نواب مقرب خان دختر دیوان عبد الرحیم اور دیگر لڑکیاں اس خاندان کے دیگر شرفاء کی ان کے پاس قرآن پڑھتی تھیں ان بی بی کے پاس زیور بھی بہت تھا۔ ان

کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس کو فروخت کر کے حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مزار بنوا دیا جائے۔

اس بی بی نے مزار کی تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔ دوارن تعمیر جو معمار کام کر رہا تھا نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ اعلیٰ اپنی قبر کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اور فرمارہے ہیں کہ عمارت کا جو چبوترہ تم بنوارہے ہو۔ اس سے ہمارے صندوق کا تختہ ٹوٹ گیا ہے۔ اور ایک اینٹ صندوق میں گر گئی ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ چبوترہ کو گرا دو اور اینٹ کو صندوق سے باہر نکالو اور تختے کو درست کر کے دوبارہ چبوترہ بناؤ۔ صبح ہوئی تو وہ معمار ان نیک بی بی کے پاس ان گھر گیا اور رات کا خواب ان کے سامنے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس طرح حضرت شاہ اعلیٰ کا حکم ہے اسی طرح کرو۔ چنانچہ وقت مقرر ہوا اور شہر کے بڑے بڑے لوگ جمع ہو گئے۔ چبوترے کی عمارت کو ہٹا دیا گیا۔ اور صندوق کو باہر نکالا گیا تو کیا دیکھا کہ واقعی صندوق کا تختہ ٹوٹا ہوا ہے اور اس کے اندر اینٹ پڑی ہوئی ہے۔ یہ اینٹ حضرت کے زانوں کے نیچے تھی اور آپ کا دایاں پاؤں دراز تھا۔ لیکن بایاں پاؤں اینٹ کی وجہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ لوگون نے دیکھا کہ آپ کا جسم صحیح سالم موجود ہے۔ آنکھیں اس طرح روشن ایسا محسوس ہوتا تھا۔ کہ آپ آرام فرمارہے ہیں۔ چنانچہ شہر کے رہنے والے چھوٹے بڑے آپ کی زیارت سے مشرف اور فیض یاب

ہوئے۔ صدوق کے تختے کو دوبارہ درست کیا گیا اور عمارت کو از سر نو اس کی بنیاد کو تیار کر کے اٹھایا گیا۔

[ماخوذاز: خزینۃ الاصفیا، مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور]

(3) حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری مجددی قدس سرہ

سلسلہ نسب:

حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری قدس سرہ العزیز کا سلسلہ نسب خواجہ حافظ حسین بصیر خلیفہ ملا نازک نقشبندی کشمیری سے ملتا ہے۔

خاندانی پس منظر:

حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری قدس سرہ العزیز کا تعلق ایک علمی و روحانی خاندان سے ہے۔ آپ کے بڑے بھائی ملا مراد الدین خان اگرچہ منصب امیر الامرا پر فائض تھے۔ قاضی القضاۃ کا عہدہ بھی تھا تاہم وہ درویش دل تھے۔ اسی طرح آپ کے چھوٹے بھائی شیخ عبد الکریم بھی جامع کمالات صوری و معنوی تھے۔

اوصاف و کمالات:

آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ آپ ایک لمحہ کے لئے بھی یاد خدا سے غافل نہیں رہتے تھے حالانکہ آپ کے پاس مال و دولت کے انبار تھے۔ یعنی کشمیر میں شاہی وکالت کا ذریعہ اور جاگیر دار و منصب دار تھے۔ آپ کے دروازہ پر دینی اور دنیوی حاجات چاہنے والوں کا ہجوم ہوتا۔ آپ ہر ایک کی حاجت پوری

کرنے کی کوشش کرتے اور کسی کو بھی ناامید نہ کرتے۔

کرامات:

"روضۃ السلام" کتاب کے جامع شیخ شرف الدین محمد کشمیری نقشبندی (مرید وخلیفہ شیخ عبد السلام) نے اپنی کتاب میں حضرت کے بہت سے خوارق وکرامت تحریر کئے ہیں، چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

کرامت نمبر:1

ایک روز آپ حضرت خواجہ میر عنایت اللہ کے گھر دعوت طعام میں تشریف لے گئے۔ کھانے کے بعد میر عنایت اللہ نے افلاس وعسرت کا اظہار کیا اور اپنے حق میں دعائے برکت کی التجا کی۔ فرمایا" جو کچھ آپ کے پاس غلہ ہے وہ لائیے" انہوں نے ایک برتن سفید چاولوں سے بھرا ہوا پیش کیا۔ حضرت نے اس پر نظر ڈالی اور فرمایا اس کا ڈھکنا مضبوطی سے بند کردو، نیچے سے اس میں سوراخ کرلو اور اس سوراخ سے روزانہ بقدر ضرورت نکالتے رہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی کمی نہیں ہوگی۔ پس میر عنایت نے ایسا ہی کیا، حتیٰ کہ بارہ سال تک اس سے چاول نکالتے رہے اور کھاتے رہے کبھی کمی نہ ہوئی۔ ایک دن ان کی اہلیہ نے ازراہ تعجب برتن کا ڈھکنا اٹھایا تو دیکھا کہ تمام برتن کھالی ہے اور اس میں چاول کا ایک دانہ بھی موجود نہیں ہے۔ وہ عورت اپنی اس حرکت پر بہت نادم وشرمندہ ہوئی۔

کرامت نمبر:2

ایک دن محمد صابر کشمیری نام کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حصول اولاد کے لئے تعویذ کی درخواست کی۔ حکم فرمایا کہ دو سیب لے آؤ۔ وہ فوراً دو سیب لے آیا۔ فرمایا اسے کھالو۔ اس نے آپ کے حکم کی تکمیل میں آپ کے سامنے سیب کھائے۔ اسی سال اس کے گھر میں دو جڑواں بچے پیدا ہوئے۔

کرامت نمبر:3

آپ کے ایک مرید محمد اکبر شاہ تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن میں ایک کشمیری ہندو کے گھر کسی کام کے لئے گیا تھا۔ اس ہندو نے مجھے بازار سے نان لا کر دیئے۔ وہاں سے نکل کر میں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ ایک شخص حضرت کے سامنے ساز بجارہا ہے۔ خواجہ کو یہ حرکت پسند نہ تھی۔ مجھے حکم دیا کہ مجھے اس شخص سے بچاؤ اور فلاں ہندو کے گھر سے نان لائے ہو وہ اسے دے دو۔ میں نے فوراً حکم کی تکمیل کی۔

کرامت نمبر:4

شیخ عبدالوہاب کشمیری تحریر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے دن میں سلام کے لئے حضرت خواجہ صاحب کے در دولت پر حاضر ہوا۔ چونکہ حضرت محل سرا میں تھے۔ اس لئے ایک خادمہ کی معرفت اپنی حاضری کی اطلاع بھیجی۔

فی الفور باہر تشریف لائے۔ ایک ہاتھ میں کچھ قلم تھے۔ دوسرے ہاتھ میں گوشت کا ٹکرا تھا۔ دونوں چیزیں فقیر کے حوالہ کیں اور فرمایا کہ خوش نویس بن جاؤ گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اس کے بعد میں خوش نویس بن گیا۔

کرامت نمبر:5

صاحب ''روضۃ السلام'' فرماتے ہیں کہ ایک دن خواجہ صاحب نماز ظہر اد کرنے کے لئے مسجد میں آئے۔ کچھ مریدین بھی ساتھ میں تھے۔ وہیں سرکار ناظم کشمیر کے دو پیادے آئے۔ انہوں نے بہت سختی کی اور بولے کہ اٹھ اور ہمارے ساتھ چل۔ خواجہ صاحب اٹھے اور ساتھ چل دیئے۔ چند قدم چلیں ہوں گے کہ ان میں سے ایک پیادہ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی، اور وہ زمین پر گر پڑا، اور لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ حاضرین نے سمجھا کہ شاید وہ مر گیا ہے۔ دوسرا پیادہ بھاگ گیا اور اپنے جمعدار کے پاس رپورٹ دی۔ جمعدار کچھ لوگوں کو ساتھ لے آیا اور معافی چاہی۔ آپ نے اس کی معذرت قبول کی تب جا کر وہ بے ہوش پیادہ ہوش و حواس میں آیا۔

کرامت نمبر:6

صاحب ''روضۃ السلام'' شیخ نور اللہ کشمیری کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ کشمیر پر نواب افراسیاب کا عہد حکومت تھا۔ اس کا بیٹا علی رضا بیگ سخت ستم گر تھا۔

اس نے ہدایت اللہ خالوی پر الزام لگایا اور جیل میں بند کر دیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ آخر ایک ہزار روپیہ لے کر قید سے خلاص دی۔ ان کی رہائی پر میں ان سے ملنے کے لئے گھر سے نکلا مگر راستہ میں خواجہ عبد السلام صاحب کی زیارت کا شوق ایسا دامن گیر ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ دو گھنٹہ بعد رخصت لی۔ آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا جہاں جانا چاہتے ہو اب وہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ کم عقلی کی وجہ سے اب میں ہدایت اللہ کے گھر جا پہنچا۔ میرے پہنچتے ہی کوتوال شہر بھی آ پہنچا۔ اس نے دوبارہ ہدایت اللہ کو اس کے متعلقین سمیت گرفتار کر لیا اور ساتھ لے گیا۔

اور مجھے بھی اس کا متعلق سمجھ کر پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ قید خانہ میں مجھے اپنی کم فہمی پر افسوس ہوا۔ اب میں نے حضرت خواجہ کی پناہ لی۔ چند ساعت بعد میں نے دیکھا کہ قید خانہ کے محافظ میری طرف سے غافل ہیں۔ موقع غنیمت سمجھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کسی نے مجھے نہ روکا۔ یوں میں نے خواجہ صاحب کی توجہ سے اس بلائے ناگہانی سے رہائی پائی۔

وفات:

آپ کا وصال پر ملال صاحب ”روضۃ السلام“ کے بقول ۱۸ شوال المکرم ۱۱۷۱ھ بروز ہفتہ کو ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔

تاریخی قطعہ:

آپ کے وصال پر ملال پر لکھا گیا قطعہ تاریخی کچھ یوں ہے۔

شیخ عبدالسلام پیر کبیر　　　چوں بدار السلام یافت مقام
سال وصلش ز شیخ اکرم جو　　　ہم بخواں "شیخ صالح اسلام"

۱۱۷۱ھ　　　۱۱۷۱ھ

[ماخوذ از: خزینۃ الاصفیا ص ۲۵۲ تا ۲۵۶، مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور]

(4) شیخ الاسلام مفتی عبد السلام سہروردی لاہوری

آپ کے والد ماجد مفتی محمد طاہر بن مفتی عنایت اللہ بن مفتی عبد الصمد بن مفتی شیخ کمال الدین سہروردی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ تھے جو یکے بعد دیگرے لاہور میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

جانشینی اور دیگر امور دینیہ کی تفویض:

والد نے اپنی زندگی ۱۶۰۵ءہی میں انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور مسجد مفتیاں کی خطابت و امامت اور تولیت وغیرہ سب آپ کے حوالے کر دی تھی۔ کیونکہ آپ کی علمیت اور فضیلت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔

دینی وملی خدمات:

درس گاہ مسجد مفتیاں شہنشاہ اکبر کے عہد میں لاہور میں بہت سے دینی مدارس قائم تھے جن میں مدرسہ شیخ بہلول، مدرسہ ملا بایزید گیلانی، مدرسہ مولوی محمد سعید اعجاز وغیرہ موجود تھے مگر آپ کے مدرسہ میں طلباء فیضان و برکت کے لیئے لاتعداد آتے تھے جہاں آپ درس قرآن و حدیث اور فقہ وتفسیر کی تعلیم دیا کرتے تھے، شہنشاہ اکبر نے اپنے غلط مشیروں کے مشوروں سے ہندوستان میں جب مذہب اسلام کو بدنام کرنے کے لیئے اسکیم چلائی گئی تھی۔ لاہور بھی اس

کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا مگر علمائے لاہور نے اکبر کی لادینی کی پر زور مخالفت کی اور اس کے مقابلہ میں ڈٹ گئے، آپ کے آباؤ اجداد نے اس پر آشوب غیر اسلامی دور میں جس طرح لاہور کے عوام و خواص کو بادشاہ کے نظریات سے محفوظ رکھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان حضرات نے نہایت خاموشی سے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ علیہ الرحمہ نے ۲۵ برس تک برابر شمع ہدایت کو جلاتے رہے، حضرت شیخ طاہر بندگی قادری مجددی رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ کے معاصرین میں سے تھے۔

وصال پر ملال:

آپ کی وفات ۱۶۴۵ھ مطابق ۱۰۳۵ بعہد شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر لاہور میں ہوئی اور یہیں مدفون ہوئے۔ (ماخوذ از: لاہور کے اولیائے سہروردیہ)

(5) حضرت مولانا مولوی سید عبدالسلام شاہ ہسوی

پیدائش:

حضرت مولوی عبدالسلام ہسوی ابن شاہ ابوالقاسم نقش بندی کی ولادت باسعادت سن ۱۲۳۴ھ، مطابق ۱۸۱۸ء کو قصبہ ہسوہ، متّصل فتح پور میں ہوئی۔آپ کا تاریخی نام "سید ریاض الحسن" ہے۔

تحصیل علم دین:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت سید شاہ ابوالقاسم سے حاصل کی۔قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد درسی کتب اپنے چچا حضرت مولوی سراج الدین احمد سے پڑھیں۔ اس کے بعد مولوی معین کڑوی اور مولوی معین لکھنوی صاحب سے تحصیل علم کیا۔آخر میں صحاح ستہ کی سند شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی سے حاصل کی اور ۱۲۶۱ء/۱۸۴۵ھ میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے۔

بیعت و خلافت:

حضرت قطب عالم مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر آپ کو شرف بیعت حاصل تھی اور انہیں سے خرقہ خلافت بھی حاصل تھا۔

زیارت حرمین شریفین:

سن ۱۲۸۲ھ/مطابق ۱۸۶۵ء میں آپ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفا و تعظیما کی زیارت اور حج کے لئے عازم سفر ہوئے۔ سفر حرمین کے درمیان ہی آپ نے عربی علما و مشائخ اور فقہا و محدثین کرام سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اور انہیں ایام میں سند المحدثین حضرت علامہ شیخ احمد دحلان مکی شافعی سے آپ نے حدیث کی تکمیل کی۔

وفات پر ملال:

حضرت مولوی سید عبد السلام شاہ ہسوی کا انتقال پر ملال ماہ شوال ۱۲۹۶ھ /مطابق ۱۸۷۸ء میں عارضہ دنبل کے سبب ان کے وطن ہسوہ، فتح پور ہوا۔ حضرت شیخ محمد علی المتخلص بہ طلیق، ساکن ہسوہ نے ”نور اللہ تربتہ“ سے آپ کی تاریخ وصال نکالی۔

[ماخوذ از: تذکرہ علمائے اہل سنت ص:124 تا 125، تذکرہ علماء ہند ص:۲۶۴]

(6) حضرت علامہ عبدالسلام عباسی قادری بدایونی

ولادت باسعادت:

حضرت علامہ عبدالسلام قادری بدایونی کی ولادت باسعادت 1271ھ کو ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

اپنے عم محترم حضرت مولانا بہاء الحق صاحب عباسی و دیگر علماے رام پور سے اخذ علوم کیا۔ اور ”مثنوی شریف“ حضرت مولانا عبدالعلی لکھنوی قدس سرہ سے سبقا سبقا پڑھی۔ بعدہ عرصہ دراز ریاست رام پور میں منصب قضا پر مامور رہے۔

بیعت وخلافت:

حضور آل احمد شاہ اچھے میاں مارہروی قدس سرہ سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ مرشد کے برادر زادہ وجانشین حضرت مخدوم شاہ آل رسول قدس سرہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ آخری عمر شریف میں گوشہ نشین ہو گئے۔

تصنیف وتالیف:

آپ ایک بہترین کہنہ مشق مصنف بھی تھے۔ آپ نے اردو عربی اور فارسی زبان میں متعدّد کتب ورسائل تصنیف فرمائے۔ آپ کی تصنیفات میں سر فہرست ”تفسیر زاد الآخرہ“ اردو منظوم مشہور و معروف ہے۔ اس کے علاوہ اخیار الابرار اور تصوف میں ”شرح دلائل الخیرات“ رسالہ علم فرائض، مثنوی طوفان

عشق فارسی میں موجود ہیں۔

شعروشاعری:

آپ کو شعروشاعری سے بھی قلبی لگاؤ تھا۔آپ کی شاعری عشق رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی۔آپ کا تخلص ''سلاؔم'' ہے۔جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی اردو زبان میں منظوم تفسیر ''تفسیر زاد الآخرہ'' ہے۔

انتقال پرملال:

آپ کا انتقال 13/رجب المرجب 1289ھ مطابق/ستمبر ۱۸۷۲ء کو بروز چہار شنبہ کو بوقت عصر ہوا۔اور بروز پنج شنبہ کو علی الصباح مسجد عباسیان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔آپ کے وصال پر کسی نے تاریخی قطعہ تحریر فرمایا جس کے اشعار کچھ یوں ہیں۔

قاضی عبد السلام حق آگاہ — عالم وباکمال وعارف حق
چار شنبہ بہ سیزدہ رجب — یافتہ وصل قادر مطلق
مسجد مولوی حبیب اللہ — یافتہ از مزار شاں رونق
سال وصلش زدل چو پرسیدم — گفت آں بودہ قاضی برحق

۱۲۸۹ھ

[ماخوذ از: اکمل التاریخ ص ۱۵۳، تذکرہ علماے اہل سنت ۱۶۲ تا ۱۶۳]

(7) قطب وقت حضرت خواجہ عبدالسلام نقشبندی بہادر گنجوی

ٹھاکردوارہ اور اس کے اطراف و اکناف میں خلائق جن اولیاء اللہ اور اہل اللہ سے فیض یاب ہوتی رہی ہے ان میں خصوصی طور پر نمایاں اور ممتاز نام سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی پیشوا زبدۃ العارفین ،قدوۃ العابدین، قطب وقت حضرت مولوی خواجہ عبدالسلام عباسی نقشبندی مجددی بہادر گنجوی قدس سرہ کا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے دلدادہ ریاضت و مجاہدہ اور صاحبِ عرفان بزرگ تھے۔

ولادت باسعادت:

قطب وقت حضرت خواجہ عبدالسلام نقشبندی کی ولادت باسعادت ۱۸۶۴ء میں موضع محدود قلمی، تھانہ ڈلاری، ضلع مراد آباد یوپی ہند میں علمی و روحانی خاندان میں ہوئی۔

حسب ونسب:

حضرت خواجہ عبدالسلام عباسی کا تعلق ایک دین دار اور مذہبی خاندان سے تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام الٰہی بخش اور آپ کے بڑے بھائی کا نام چھدّا تھا۔ گاؤں میں اگرچہ علمی ماحول نہ تھا۔ مگر اللہ جل شانہ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت الٰہی

بخش کے گھر میں آسمان رشد وہدایت کا وہ عظیم آفتاب طلوع ہوا جس کی برکتوں سے موضع قلمی بستی کی قسمت جاگ اٹھی اور جہالت کے بادل از خود چھٹ گئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں موضع محدود قلمی میں حاصل کی۔ پھر اس کے بعد مرکز علم وادب امروہہ کی طرف آپ نے رخ کیا اور وہاں حضرت علامہ مولانا حافظ عباس علی نقش بندی مجددی علیہ الرحمہ اور ان کے شہزادہ حضرت مولانا احمد حسین نقشبندی علیہ الرحمہ اور دیگر اساتذہ کرام کے پاس علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے۔

بیعت وخلافت:

قطب وقت حضرت مولوی عبد السلام صاحب نقشبندی اپنے استاذ و شیخ حضرت مولانا عباس علی نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور اپنے پیرو مرشد ہی سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔

مرشد گرامی کی عنایت اور آپ کا ردعمل:

آپ کے استاد گرامی حضرت مولانا حافظ عباس علی نے ایک دفعہ مولانا عبد السلام کے کسی نیک عمل سے خوش ہوکر ارشاد فرمایا ”اے عبدالسلام! وضو کر کے آؤ۔“ تو آپ نے ٹال دیا۔ پھر تین بار ارشاد فرمایا جو چاہو مانگ لو حضرت مولانا عبد

السلام صاحب نے عرض کیا "اے میرے پیر و مرشد ! آپ میری بات مان لیجیے۔" آپ کے پیر و مرشد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہو کیا بات ہے۔ تو مولوی عبدالسلام صاحب نے عرض کیا "حضور ! آپ اپنے شہزادے حضرت مولانا احمد حسین صاحب کو خلافت دے دیجیے۔ بس پھر مولانا عبدالسلام صاحب کے کہنے پر حضرت علامہ مولانا احمد حسین علیہ الرحمہ کو حیدرآباد سے بلایا اور خلافت سے نوازا۔ پھر اس کے بعد حضرت مولانا احمد حسین حضرت مولوی عبدالسلام کے اصرار پر امام اہل سنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ (سہ ماہی عرفان رضا مراد آباد، شمارہ مارچ، اپریل، مئی ۲۰۲۲ ص:۵۷،۵۸)

دینی خدمات:

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے طویل عرصہ تک جامع مسجد تحصیل ٹھاکردوارہ ضلع مرادآباد اور دیگر مقامات پر درس و تدریس اور امامت و خطابت کے فرائض کے ذریعے دینی و ملی خدمت انجام دیتے رہے۔

ممتاز خلفاے کرام:

آپ کے خلفا میں سے چند کا ذکر خیر درج ذیل ہے:

(۱) حضرت خواجہ حکیم رحیم بخش سلامی نقش بندی مجددی:

حضرت خواجہ حکیم رحیم بخش سلامی نقش بندی کی ولادت باسعادت موضع

کانکر کھیڑا، ضلع مرادآباد یوپی ہند میں ہوئی۔ آپ حکیم حاذق اور صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور شیخ المشائخ خواجہ عبد السلام نقش بندی کے لائق وفائق خلیفہ تھے۔ آپ کے روحانی فیوض وبرکات سے آج پورا علاقہ مستفیض ہورہا ہے۔

اوصاف وکمالات:

حضرت خواجہ حکیم قاری رحیم بخش سلامی کانکر کھیڑوی ایک بہترین قاری، حکیم حاذق، عابد و زاہد اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ انتہائی سادہ مزاج تقویٰ شعار اور اصاغر نواز تھے۔ تصنع وریا سے دور ونفور تھے۔ آپ غریبوں اور پریشان حالوں کی خبر گیری فرماتے۔ اگر کوئی حاجت مند آپ کی بارگاہ میں آتا تو مصلیٰ کے نیچے سے نکال کر اس کو خیرات پیش کرتے۔ الغرض یہ کہ خدمتِ خلق کرنا آپ کا طرہ امتیاز تھا۔

شریعتِ مطہرہ پر عمل:

آپ شریعتِ مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ اگر سامنے کسی کو غیر شرعی امور کرتے دیکھتے تو جلال میں آجاتے اور اس عمل کی تردید فرماتے۔ اس بات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت مولانا نظام احمد رحیمی صاحب بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ہمارے گاؤں عدل پور سے ایک صاحب حضرت خواجہ رحیم بخش سلامی سے مرید ہونے آپ کے کاشانہ اقدس پر کانکر کھیڑا حاضر ہوئے۔ اتفاق سے ان صاحب کی داڑھی نہیں تھی۔اور اسے معلوم بھی تھا کہ حضرت داڑھی منڈے افراد سے سخت نفرت فرماتے ہیں۔لیکن پھر بھی یہ صاحب چہرے پر رومال لپیٹ کر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جب کھانے کا وقت ہوا اور کھانا حاضر ہوا تو حضرت نے ان سے کھانے کو کہا۔ مگر یہ صاحب ہیں کہ شرم کے مارے اپنا منہ نہیں کھول رہے ہیں۔ خیر! حضرت کے کہنے پر انہوں نے چہرے سے رومال ہٹایا اور کھانا تناول کیا۔ کھانا کھانے کے بعد حضرت حکیم صاحب قبلہ نے ان صاحب سے آنے کا مقصد دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضور! عدل پور سے مرید ہونے آیا ہوں تو آپ جلال میں آگئے اور فرمایا: "پہلے داڑھی پوری کرو پھر آنا۔"

موصوف مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ: حضرت حکیم صاحب کے ایک داماد تھے جو کہ ٹرین سروس میں کام کیا کرتے تھے اور ان کی بھی بالکل داڑھی نہیں تھی۔ حضرت خواجہ حکیم رحیم بخش سلامی ان سے بھی انتہائی خفا رہتے تھے۔ کبھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول نہیں کرتے بلکہ وصیت تک میں فرما دیا تھا کہ اس کو میرے جنازے میں شریک نہ ہونے دینا۔ یعنی شریعت مطہرہ پر آپ علیہ الرحمہ

خود بھی سختی سے عمل پیرا تھے اور دوسروں کو بھی باشرع ہی دیکھنا چاہتے تھے اور اس کی تلقین بھی فرماتے۔

مرشد کی بارگاہ میں آپ کا مقام:

موصوف مذکور بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت خواجہ رحیم بخش سلامی علیہ الرحمہ کچھ مرید بھائیوں کے ساتھ اپنے مرشد گرامی قطب وقت حضرت خواجہ عبدالسلام نقش بندی بہادر گنجوی قدس سرہ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک حضرت خواجہ عبدالسلام صاحب نے آپ سے فرمایا ''کیوں رحیم بخش! اس بار میں حج پر جانا چاہتا ہوں کیا چلا جاؤں؟'' سن کر کچھ دیر آپ خاموش رہے۔ پھر عرض کیا حضور اس سال تشریف نہ لے جائیں۔ لہذا خواجہ صاحب نے اس سال حج پر جانے کا ارادہ ترک فرما دیا۔

پھر ایک سال گزرنے کے بعد ایام حج کے دنوں میں آپ اپنے مرشد گرامی کی بارگاہ میں ''بہادر گنج شریف'' حاضر تھے اور وہ مریدین بھی حاضر تھے جن کے سامنے مذکورہ گفتگو ہوئی تھی۔ اسی دوران پھر حضرت خواجہ عبدالسلام نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر پھر وہی سوال کیا کہ امسال حج پر جاؤں یا نہ جاؤں۔ آپ پھر کچھ دیر مراقب ہوئے اور عرض کیا جی حضور! اس سال آپ تشریف لے جائیں۔ اس پر پاس میں بیٹھے مریدین و معتقدین کو بڑی حیرت ہوئی کہ سالِ گزشتہ جب مولوی

رحیم بخش صاحب نے منع کیا تو حضرت رک گئے اور اب جانے کو کہا تو تیار ہو گئے۔ آخر اس میں کیا راز پوشیدہ ہے۔ ان لوگوں نے حضرت مولوی عبد السلام صاحب سے اس معمہ کو دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا: ''مجھ سے کیا پوچھتے ہو رحیم بخش ہی سے پوچھو کیا راز ہے؟''

لہذا لوگوں نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا در اصل معاملہ یہ تھا کہ گزشتہ سال حضرت خود سے نہیں جا رہے تھے بلکہ حضرت کو کوئی بھیج رہا تھا اور حضرت کا واپسی کا ارادہ بھی نہیں تھا۔ جبکہ امسال حضرت خود اپنے خرچہ سے جا رہے ہیں اور واپسی کا ارادہ بھی ہے۔ اس واقعہ سے جہاں حضرت خواجہ رحیم بخش کا اپنے مرشد کی بارگاہ میں ایک مقام و مرتبہ معلوم ہوا وہیں حضرت کا کشف بھی معلوم ہوا کہ آپ نے مراقبہ کے ذریعے اپنے مرشد کے حوالہ سے وہ تمام چیزیں جان لیں جن کے سبب حضرت پہلے سال حج پر نہ کر جا کر دوسرے سال سفر حج پر روانہ ہوئے۔

بعد وصال ظاہری طور پر جلوہ گری:

حضرت مولانا نظام صاحب رحیمی صاحب قبلہ بیان کرتے ہیں:

حضرت حکیم خواجہ رحیم بخش سلامی نقشبندی کے مریدین کا حلقہ چونکہ کافی وسیع ہے ٹھاکردوارہ، جس پور، کاشی پور، رام نگر واطراف واکناف گاؤں دیہات

میں آپ کے کافی مریدین و متعقدین ہیں۔ جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن سارے علاقے میں کہرام مچ گیااور لوگ غمزدہ ہو گئے جوق در جوق کانکر کھیڑا کی جانب لوگ رواں دواں تھے۔ جس پور سے ایک ٹرک بھر کر مریدین و معتقدین حضرت کے جنازے میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے۔

کانکر کھیڑا کی نہر سے پہلے ہی سب اتر کر کھیتوں کھیتوں گاؤں میں جانے لگے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت حکیم صاحب کندھے پر رومال رکھے اپنے نہروں والے کھیت میں چکر لگا رہے ہیں۔ لوگ دیکھتے ہی حیران و پریشان ہوئے کہ آخر ماجرا کیا ہے کہ ہمیں تو حضرت کے وصال کی خبر ملی ہے اور حضرت یہاں کھیت میں گھوم رہے ہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک صاحب نے کہا چلو جب آ ہی گئے ہیں تو حضرت سے مل کر ہی چلتے ہیں۔ یہ لوگ جیسے ہی گاؤں میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کا جنازہ رکھا ہوااور لوگوں کا جم غفیر جمع ہے۔

اس طرح حضرت خواجہ حکیم رحیم بخش سلامی نے بعد وصال یہ کرامت ظاہر فرمائی جس کے شاہد جس پور کے وہ تمام افراد ہیں۔ اس کے علاوہ بھی حضرت کی اس طرح کی کئی کرامات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اللہ جل شانہ کے انتہائی مقرب بندے تھے۔

وصال پر ملال:

آپ کا وصال پر ملال مؤرخہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ، ۱۳/مئی ۱۹۶۳ء کو ہوا، موضع کانکرکھیڑا میں آپ کا مزار فائض الانوار مرجع خلائق ہے۔۔ دعا ہے مولیٰ کریم عزوجل فیضان رحیمی کو عام و تام فرمائے اور ہمیں بھی فیضان رحیمی کی چھینٹوں سے مستفیض فرمائے آمین! بجاہ سید المرسلین۔

(۲) شہزادہ گرامی حضرت مولانا حاجی محمد ابراہیم نقشبندی مجددی:

حضرت مولوی حاجی ابرہیم سلامی علیہ الرحمہ ابن حضرت خواجہ عبدالسلام نقشبندی ایک صوفی مزاج، خدا ترس عالم دین اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ مسائل شرعیہ پر آپ کو عبور حاصل تھا۔آپ کے والد محترم کے سلسلہ ارادت کو آپ کی وجہ سے کافی عروج ملا۔ اسی وجہ سے علاقہ بھر میں آپ کثیر مریدین ہیں ۔ خود ہمارے گاؤں بھگت پور میں بھی حضرت حاجی ابرہیم سلامی نقشبندی علیہ الرحمہ کے مریدین ہیں۔

میرے استاد گرامی استاذ الحفاظ والعلما حضرت حافظ و قاری صوفی محمد سعید احمد سلامی عرف بڑے حافظ جی بھی حضرت مولوی حاجی ابراہیم نقشبندی کے مرید تھے۔ قبلہ استاد گرامی حضرت بڑے حافظ صاحب نے بندہ ناچیز کو اپنے مرشد کے بابت بیان کیا کہ: میرے شیخ کامل حضرت مولوی حاجی ابراہیم نقشبندی

مجددی اپنے والد گرامی قطب وقت حضرت خواجہ مولوی عبد السلام نقشبندی مجددی کے پر تو تھے۔ انتہائی تقویٰ شعار، عابد شب زندہ دار اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مرشد گرامی ہمارے گاؤں بھگت پور آئے ہوئے تھے۔ واپسی پر میں بھی حضرت کے ساتھ بہادر گنج جانے لگا جب ہم "ڈھیلہ ندی" پر پہنچے تو دیکھا کہ ندی بھر کر چل رہی ہے۔ مجھے فکر لاحق ہوئی کہ کس طرح ندی کو پار کیا جائے گا؟ تو مرشد گرامی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "حافظ جی بے فکر رہو، اور میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو۔" اس کے بعد مرشد گرامی ندی میں داخل ہو گئے پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے ندی کے درمیان سے ایک راستہ بن گیا اور ہم ندی کے اس پار پہنچ گئے۔ یہ میرے پیر و مرشد کی زندہ کرامت تھی جو خود میرے ساتھ ہوئی۔

(۳) حضرت مولانا قاضی زین العابدین دہلوی:

حضرت مولانا قاضی زین العابدین دہلوی کی ولادت باسعادت ۹/ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کو محلہ پہاڑ گنج، دہلی انڈیا میں ہوئی۔ آپ ایک متبحر عالم دین تھے ، علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ سلوک وطریقت کے بھی آپ راہی تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سلامیہ میں زبدۃ السالکین ، قدوۃ الواصلین ، قطب وقت حضرت مولانا مولوی خواجہ عبد السلام نقش بندی مجددی

مہاردگنجوی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت تھے۔ مرید ہونے کا واقعہ بڑا انوکھا ہے جس کو ''انوار علماے اہل سنت'' کے مصنف نے کچھ یوں تحریر کیا ہے:

قاضی صاحب حسب دستور بوقت صبح بعد نماز فجر قرآن پاک کا درس دے رہے تھے۔ ناگاہ، پناہ بے کساں، واقف راہ یزدانی، غواص بحار معانی، آیۃ من آیات اللہ، معدن حلم وحیا، حضرت الحاج مولانا خواجہ عبد السلام نقشبندی قدس سرہ (متوفیٰ:۱۹۴۹ء مدفون بہاردر گنج، سلطان پور، ضلع مرادآباد، صوبہ یوپی، انڈیا) اثناے وعظ تشریف لائے۔ پہلی ہی نگاہ میں متاثر و بے قرار ہوئے۔ بالآخر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوکر صحبت عالیہ سے اکتساب فیض فرمانے کے بعد کمالات فنا وبقا کی دولت لازوال سے مزین ہوکر خلافت سے ممتاز و متمیز ہوئے۔ بعد حصول خلافت سلسلہ رشد وہدایت کا آپ نے آغاز فرمایا۔ بہت سے طالبان صادق آپ کے مرید ہوگئے۔ آپ کا معمول تھا کہ بعد نماز عشاء حلقہ میں بیٹھتے اور طالبان صادق کے قلوب کو اپنی توجہ باطنی اور نسبت روحانی سے فیض پہنچا کر توجہ الی اللہ کی دولت سے مشرف فرماتے۔ چونکہ آپ نہایت قوی نسبت رکھتے تھے جس کے باعث مریدین پر اس کا بہت جلد اثر ظاہر ہوجاتا تھا اور قلیل عرصہ میں لوگ اجزاے ذکر و محویت سے سرشار ہوکر اپنی یافت و ذوق کا اظہار فرمانے لگتے تھے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ ص:۲۹۵،۲۹۶)

(۴) استاذ الحفاظ والقرا حضرت الحاج حافظ عبد الصمد سلامی ڈھیاوی علیہ الرحمۃ والرضوان:

استاذ الحفاظ ، منبع حسنات وکمالات حضرت مولوی حافظ عبد الصمد سلامی ڈھیاوی کا تعلق قصبہ ڈھکیا ، ضلع مرادآباد سے ہے۔ آپ ایک بہترین حافظ قرآن اور زبردست قاری تھے۔ سیکڑوں حفاظ وقرا آپ کی درس گاہ سے فارغ ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا واقعہ بہت عجیب ہے چنانچہ حضرت مولانا اسلم نعیمی ڈھکیا، ضلع مرادآباد بیان کرتے ہیں:

حضرت حافظ صاحب قبلہ ایک مرتبہ مرادآباد حضور صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی کی بارگاہ میں مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ تو سرکار صدر الافاضل نے ارشاد فرمایا؛ تمہارے قریب بہادر گنج ہے وہاں مولوی عبد السلام صاحب ہیں۔ ان سے مرید ہوجاتے۔ تو حافظ صاحب نے کہا وہ تو شیخ زا دے ہیں اور میں کسی سید صاحب سے مرید ہونا چاہتا ہوں۔ تو حضور صدر الافاضل نے ارشاد فرمایا؛ ایک بار آپ ان سے ملاقات کرلیں۔ تو حافظ عبدالصمد صاحب ٹھاکردوارہ حضرت سے ملاقات کے لئے گئے تو حضرت خواجہ عبدالسلام صاحب نے ارشاد فرمایا کہ: ’’میں تو شیخ زادہ ہوں اور آپ کو تو سید صاحب سے مرید ہونا ہے۔‘‘ بس پھر کیا تھا آپ حضرت خواجہ عبدالسلام کے قدموں میں گر گئے۔ حضرت خواجہ عبد السلام نقشبندی نے آپ کو اپنی غلامی میں لیا اور بعد میں

خلافت سے بھی نوازا۔[سہ ماہی عرفان رضا مرادآباد، شمارہ مارچ، اپریل، مئی ۲۰۲۲ ص:۶۰]

حضرت حافظ حاجی عبد الصمد کا وصال پر ملال ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۹/فروری ۲۰۰۵ء بروز بدھ کو ہوا۔

خواجہ عبدالسلام نقش بندی حضور صدر الافاضل کی نظر میں:

عارف باللہ، قطب وقت حضرت خواجہ عبد السلام نقشبندی ایک مرتبہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد تشریف لے گئے۔ تو حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی حسب معمول تعظیم و تکریم بجالائے۔ حضرت مولانا خواجہ عبد السلام نے کچھ دیر قیام فرمایا اس کے بعد وہاں سے تشریف لے گئے۔ صدر الافاضل کا معمول تھا کہ مہمان کو رخصت کرنے گیٹ تک جاتے۔ آپ جب حضرت کو رخصت کرکے واپس تشریف لائے تو شاگردوں نے آپ سے عرض کیا کہ یہ بوڑھے شخص کون تھے جو اتنا بوسیدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضور صدر الافاصل نے تھوڑی دیر سکوت فرما کر ارشاد فرمایا "ابھی تم ناسمجھ ہو۔" کچھ عرصہ بعد پھر حضرت خواجہ عبد السلام کا گزر جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ہوا اور حضور صدر الافاضل نے پھر وہی طریقہ اختیار کرتے ہوئے حضرت کو رخصت کیا۔

تو پھر تلامذہ نے دریافت کیا آخر حضور! یہ ہیں کون ؟ تب حضور صدر الافاضل

نے ارشاد فرمایا ”یہ ٹھاکردوارہ کے قطب ہیں معلوم ہے ؟ اس وقت کہاں پہنچ گئے ؟ سنو اس وقت نگینہ پہنچ گئے ہیں، خاموش رہو۔“ بس شاگرد ہکا بکا رہ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صدر الافاضل کی نظر میں حضرت خواجہ عبد السلام نقش بندی بہادر گنجوی ولی کامل اور قطب وقت تھے۔

[سہ ماہی عرفان رضا مرادآباد، شمارہ مارچ، اپریل، مئی ۲۰۲۲ ص:۶۱]

خواجہ عبد السلام نقشبندی حضور تاج العلما کی نظر میں:

تلمیذ صدر الافاضل حضور تاج العلما حضرت علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی بھی حضرت خواجہ عبد السلام نقشبندی کی انتہائی تعظیم و تکریم فرماتے تھے جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے حس کو میرے محسن و کرم فرما، استاذ العلما، یاد گار اسلاف حضرت مولانا عبد السلام رضوی مہواکھیڑوی مد ظلہ النورانی نے اپنی تالیف ”مفتی رفیق صاحب مصباحی: حیات و خدمات“ میں تحریر فرمایا: حضرت مفتی محمد رفیق صاحب ڈھکیاوی کے حافظ قرآن ہونے کے بعد آپ کے نانا جان کی خواہش تھی کہ آپ آگے بھی تعلیم حاصل کریں۔

وہ اسی فکر میں تھے کہ اسی زمانے میں ایک تقریب نکاح میں شرکت کے لئے ٹھاکردوارہ جانا ہوا۔ ساتھ میں حضرت مفتی صاحب قبلہ بھی تھے۔ تقریب سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے کہا: حضرت مولانا عبد السلام صاحب

سے ملاقات کرلیں۔ حضرت موصوف اگرچہ ٹھاکردوارہ کے قریب میں واقع موضع ”بہادر گنج“ کے رہنے والے تھے۔ لیکن اس وقت قصبہ مذکور کی تالی والی مسجد میں قیام پذیر تھے۔ ملاقات پر نانا جان نے حضرت موصوف سے عرض کیا: ہمارے اس بچے نے حفظ قرآن مکمل کرلیا ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ آگے بھی دینی تعلیم حاصل کرے۔ حضرت نے ایک چھوٹا سا پرچہ نکالا اور اس پر لکھا:

” مہتمم صاحب! السلام علیکم۔ اس بچہ کا داخلہ کرلیں۔ اور اپنا لکھ دیا۔ اور فرمایا: بچے کو لے جاکر جامعہ نعیمیہ چلے جاؤ اور یہ پرچہ مہتمم صاحب کو دے دینا۔“

اس وقت جامعہ نعیمیہ کے ناظم و مہتمم حضور صدر الافاضل کے نامور شاگرد تاج العلما حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی تھے۔ نانا جان آپ کو ساتھ لے کر جامعہ نعیمیہ پہنچے اور حضرت تاج العلما سے سلام و مصافحہ کے بعد یہ پرچہ خدمت میں پیش کیا۔ اس سادہ سے پرچے کی یہ وقعت دیکھنے میں آئی کہ پرچہ پڑھتے ہی حضرت تاج العلما نے فرمایا ”ہوگیا صاحب ان کا داخلہ ہوگیا۔“ یہ ۱۹۴۰ء کی بات ہوگی۔ اس وقت آپ کی عمر کم و بیش ۱۵ سال رہی ہوگی۔

[مفتی رفیق صاحب مصباحی: حیات و خدمات ص:۱۷،۱۸]

حضرت خواجہ عبدالسلام کی علما سے محبت:

بھوج پور ضلع مرادآباد میں ایک صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت مولانا

عبد المجید میاں جی رہا کرتے تھے۔ انتہائی تقویٰ شعار اور پاکباز شخصیت کے حامل تھے۔ علاقہ بھر میں آپ کی شہرت تھی اور ایک لمبے زمانہ سے بھوج پور کی جامع مسجد میں امام و خطیب بھی تھے۔ قطب وقت حضرت خواجہ عبد السلام نقشبندی، حضرت ملا جی سے والہانہ محبت فرماتے اور آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بھوج پور کے ایک صاحب حضرت مولوی خواجہ عبد السلام کے پاس اپنی بیمار بھینس کے لئے تعویذ لینے بہادر گنج شریف گئے۔ عرض مدعا کیا، تو حضرت مولانا عبد السلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: بھوج پور میں مولانا عبد المجید صاحب کے ہوتے ہوئے تم یہاں کیوں آئے ہو؟ جاؤ حضرت سے تعویذ لینا۔ یہ بات دونوں بزرگوں کے باہمی محبت و خلوص کی بین اور واضح دلیل ہے۔

[سہ ماہی عرفان رضا مرادآباد، شمارہ مارچ، اپریل، مئی ۲۰۲۲ ص:٦١]

”مفتی رفیق صاحب مصباحی: حیات و خدمات“ میں آپ کا ذکر جمیل:

استاذ العلماء حضرت مولانا عبد السلام صاحب رضوی مہواکھیڑوی مد ظلہ النورانی نے اپنی تالیف ”مفتی رفیق صاحب مصباحی: حیات و خدمات“ میں ضمنا حضرت مولانا عبد السلام بہادر گنجوی کا تذکرہ کیا ہے مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو من و عن یہاں نقل کروں:

حضرت مولانا عبد السلام ایک عابد و ذاکر، پیکر زہد و قناعت، دلدادہ ریاضت

و مجاہدہ اور صاحب عرفان بزرگ تھے۔ سادگی و تواضع آپ کا شعار تھا۔ نام و نمود
سے کوسوں دور تھے۔ اگر کسی جگہ جانے کے لئے درمیان میں سے کوئی بستی آتی تو
اس میں سے ہو کر نہیں بلکہ اس کے باہر سے گزرتے۔ یہ بھی شہرت سے اجتناب
کی ایک صورت تھی۔ اکثر اوقات یکسوئی کے ساتھ ذکر و عبادت میں مشغول
رہتے۔ ضعیفوں اور پریشان حالوں کی خبرگیری فرماتے۔ اگر کوئی شخص تعویذ لے کر
نذر پیش کرتا تو اس سے اس روپئے پیسے کے ذریعے گھر کے اندر روزمرہ استعمال
میں آنے والی کوئی چیز مثلاً نمک، دال وغیرہ منگواتے اور جب وہ لے آتا تو اس
سے فرماتے: یہ چیز فلاں بیوہ کے گھر دے آؤ۔ جو غریب کاشتکار کاشت کے
کاموں کے لئے مزدور رکھنے کی وسعت نہ رکھتا اور نہ خود اس کے پاس افراد
ہوتے تو کھیت میں جا کر کھیتی کے کام میں اس کا ہاتھ بٹا دیتے۔

جنگل سے لکڑیاں لا کر کسی غریب کے گھر پہنچا دیتے۔ مریدین کی اصلاح
و تربیت پر بھرپور توجہ دیتے۔ آپ کی صحبت میں رہنے والے اور آپ سے رشتہ
بیعت رکھنے والے بھی پابند صوم و صلوٰۃ اور اتباع شریعت کی دولتوں سے مالامال
تھے۔ جامع حالات نے آپ کے تین چار مریدوں کو دیکھا ہے سب پابند شرع،
پابند نماز بلکہ تہجد گزار تھے۔ جب کوئی داڑھی منڈانے والا آپ سے مرید ہونے
کے لئے آتا تو آپ علیہ الرحمہ اس سے فرماتے: پہلے داڑھی رکھو پھر آنا۔ اگر آنے

والے میں طلب صادق ہوتی تو داڑھی رکھ کر دوبارہ حاضر ہوتا اور آپ اسے مرید فرمالیتے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت قبلہ حافظ عباس علی صاحب امروہوی سے مرید تھے اور انہی سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔ تقویٰ وورع کے حامل تھے۔ حرام ومکروہ تو درکنار مشتبہ کھانے سے بھی پرہیز فرماتے۔ اگر دعوت میں دسترخوان پر ایسا کھانا ہوتا جس میں کسی قسم کا خلل ہوتا تو اس کی طرف آپ ہاتھ نہ بڑھاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ خود میزبان کو کھانے کی خرابی کی طرف توجہ نہیں تھی، لیکن آپ نے فراست مومنانہ اور نور باطن سے جان لیا اور اس سے احتراز فرمایا۔

آپ کے ایک مرید جناب مولانا میاں جان صاحب ساکن موضع دولپوری ضلع مرادآباد نے ایک ملاقات میں جامع حالات کو بتایا کہ ٹھاکردوارہ میں ایک صاحب کے گھر دعوت ہوئی۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں مذکور ہوا کہ آپ ٹھاکردوارہ میں بھی کچھ مدت قیام پذیر رہے یہ اسی وقت کی بات ہے۔ صاحب خانہ گورنمنٹ کے کسی محکمہ میں ملازم تھے۔ مولوی صاحب نے دسترخوان پر رکھی ہوئی اشیاء تناول فرمائی لیکن اس کی طرف التفات نہ فرمایا۔ حالانکہ صاحب خانہ نے آپ سے چاول کھانے کے لئے بھی عرض کیا۔ بعد میں ایک شخص نے میزبان سے کہا:

مولوی صاحب نے چاول نہیں کھائے ضرور ان میں کوئی فساد ہے۔ صاحب خانہ نے غور کیا تو اسے یاد آیا کہ میں نے ایک شخص کا ایک کام کیا تھا جو ہمارے محکمے سے متعلق تھا یہ چاول اسی نے مجھے دیئے تھے۔ حالانکہ میں نے اس سے کوئی فرمائش نہیں کی تھی۔

کھانا بہت کم کھاتے ساتھ میں مریدین ہوتے تو ان کا بھی دھیان رکھتے اور انھیں بھی پیٹ بھر نہ کھانے دیتے۔ آپ کے مریدین میں موضع دولپوری ضلع مرادآباد کے ایک حاجی صاحب تھے۔ عرصہ دراز تک اپنے کام کاج کے سلسلہ میں مرادآباد میں قیام رہا تھا۔ اس مدت میں حضور صدر الافاضل کے درس قرآن کی مجلس میں شرکت کرتے تھے۔ جس کی برکت سے موصوف کو دین کی اچھی معلومات تھی۔ بھوج پور ضلع مرادآباد میں واقع مدرسہ عزیز العلوم میں حضرت مفتی صاحب قبلہ (مفتی رفیق صاحب مصباحی) کے پاس آتے رہتے تھے۔ انہوں نے ایک بار ذکر کیا تھا کہ ایک جگہ بڑی پر تکلف دعوت تھی۔ دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے موجود تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ لذیذ اور عمدہ کھانے دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ کھانا شروع ہوا اور ابھی بھوک باقی تھی کہ مولوی صاحب کا حکم ہوا ''کہ بس اب رہنے دو'' اب کس مرید کی مجال تھی کہ کھانا جاری رکھتا۔ چار وناچار ہمیں ہاتھ روکنا ہی پڑا۔ آپ کے مریدین فرماں بردار اور

اطاعت شعار تھے۔ آپ کی زبان سے سیدھے سادھے الفاظ نکلتے اور مریدین کی گردنیں خم ہو جاتیں۔

کھانا سادہ کھاتے اگر سالن گاڑھا ہوتا تو اس میں تھوڑا سا پانی ملا لیتے۔ کسی مرید کے گھر جاتے تو تکلفات سے بتاکید منع فرما دیتے اور یہ ہدایت فرماتے کہ جو سالن اپنے لئے پکاؤ اسی میں تھوڑا سا پانی بڑھا دینا اور چند روٹیاں زائد پکا لینا، اس کے علاوہ کوئی اور تکلف مت کرنا۔ مسائل دینیہ سے آگاہی کے لئے بہار شریعت مطالعہ میں رہتی۔ زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ مفتی صاحب قبلہ (مفتی رفیق احمد مصباحی) خدمت میں حاضر ہوئے تو عمل کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ''علم اگرچہ تھوڑا ہو لیکن عمل زیادہ ہو۔'' اور بہار شریعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ہم تو اس کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔'' جامعہ نعیمیہ کے علمائے کرام سے روابط تھے۔ وہاں تشریف بھی لے جاتے۔

موضع بہادر گنج ضلع مرادآباد آپ کی جائے پیدائش ہے۔ یہ موضع قصبہ ٹھاکردوارہ کے قریب ہی میں واقع ہے۔ آپ نے چند سال ٹھاکردوارہ کی تالی والی مسجد میں قیام فرمایا اور ایک عرصہ تک دہلی فتحپوری مسجد میں بھی مقیم رہے۔ آخری آرام گاہ بہادر گنج شریف ہی میں ہے۔ تاریخ وصال ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۶۸ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۴۹ء ہے۔ ہر سال آپ کا عرس منعقد ہوتا ہے جو بالکل

شریعت کے دائرہ میں ہوتا ہے۔ مریدین اور اہل سلسلہ کے علاوہ علمائے کرام اور مدارس کے طلبہ شریک ہوتے ہیں۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی، قرآن خوانی ہوتی ہے، تقاریر اور نعت خوانی کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اوراد وظائف پڑھے جاتے ہیں اور بس۔ جامع حالات بھی استاذ محترم حضرت مفتی صاحب کے ساتھ ایک دو بار اس عرس میں شریک ہوا ہے۔

جب عرس کا مجمع بڑھنے لگا تو آپ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت حاجی محمد ابرہیم صاحب نے عام طور پر لوگوں کو اطلاع دینا بند کر دی اور عرس کا انعقاد محدود طریقہ پر کرنے لگے۔ حضرت مولانا عبد الواجد صاحب کاشی پوری نے ایک موقع پر بتایا کہ ایک بار حاجی صاحب کاشی پور تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: " فلاں تاریخ کو مولوی صاحب کا عرس ہے آپ خاموشی سے آجائیں، دوسرے لوگوں کو مطلع نہ کریں۔" حضرت مولانا عبد السلام صاحب کے لوح مزار پر اجمل العلماء حضرت علامہ الشاہ مفتی اجمل حسین شاہ صاحب سنبھلی کے مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے ہیں جن سے آپ کی شان و عظمت اور رفعت مقام کا پتا چلتا ہے۔

مات فخر الاولیاء عبد السلام

قدس اسرارہ مولی الانام

کان ذاعلم و ورع عارفا
حصه الرحمٰن مابین الفیام
ربنا ارضاه عنا دائما
بل افض فیضاعلینا بالدوام
قال فی الملفوظ اجمل عام موت
دخله اللّٰہ فی بیت السلم

(8) خلیفہ اعلیٰ حضرت عید الاسلام حضرت مفتی عبد السلام جبل پوری

ولادت باسعادت:

خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی عبد السلام جبل پوری قدس سرہ کی ولادت باسعادت ٦ جمادی الاولیٰ/ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۸۶۶ء میں شہر جبل پور مدھیہ پردیش میں بروز جمعرات ہوئی۔

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی عبد السلام اور والد کا نام مولانا شاہ عبد الکریم تھا۔آپ کا سلسلہ نسب خلیفۃ الرسول ﷺ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔اسی بنا پر صدیقی اور اجداد کرام کی نسبت سے عربی النسل ہیں۔آپ کے جد اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد الوہاب صدیقی سلطنت آصفیہ کے دور حکومت میں نواب صلابت جنگ بہادر کے ساتھ طائف سے ہندوستان تشریف لائے۔ اور حیدرآباد دکن میں سکونت اختیار کی۔یہاں آنے کے بعد حکومت آصفیہ کی جانب سے مکہ مسجد کی امامت اور محکمہ مذہبی امور کے جلیل القدر عہدے پر مامور ہوئے۔اسی طرح آپ کے خاندان میں مسلسل پانچ پشتوں تک برابر اس مذہبی منصب پر فائز رہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ علیہ الرحمہ تین برس کی عمر میں اپنے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبد الکریم نقش بندی کے ہمراہ حیدرآباد دکن سے جبل پور تشریف لائے۔ ۴ برس کی ننھی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ اور تمام ظاہری و معنوی علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد ہی سے کی۔ بعدہ امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ ناز میں رہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کے ساتھ اخذ علوم کیا۔

بیعت و خلافت:

حضرت شاہ مفتی عبد السلام جبل پوری علیہ الرحمہ اپنے استاد گرامی امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر ۳/ذی القعدہ بروز جمعہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل سلسلہ ہوئے۔ اور اسی دن بعد نماز عصر مجدد اعظم نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

خصوصی امتیاز:

عید الاسلام حضرت علامہ شاہ عبد السلام جبل پوری اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوب خلیفہ تھے۔ اعلیٰ حضرت اور آپ کے شہزادگان کا اس خاندان سے جو قرب رہا وہ انہیں کا خاصہ ہے۔ کسی دوسرے گھرانے کو یہ شرف

حاصل نہ ہوا۔ انہیں کی محبت میں اعلیٰ حضرت بریلی شریف سے جبل پور تشریف لے گئے۔ پروفیسر حضرت مولانا مسعود احمد نقش بندی رقم طراز ہیں: ”کہ یہ امتیاز صرف آپ کے خاندان کو حاصل ہے کہ آپ کے خاندان کے تین جلیل القدر شخصیات کو امام احمد رضا سے خلافت حاصل ہے۔ اور آپ کے خاندان کو یہ بھی امتیاز حاصل ہوا کہ امام احمد رضا کے خاندان کے باہر پہلے خلیفہ حضرت عید الاسلام مولانا عبد السلام قادری رضوی ہوئے اور حضرت مفتی برہان الحق قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے، جبکہ خاندان کے اندر یہ امتیاز صرف حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری رضوی کو حاصل ہوا کہ وہ پہلے خلیفہ اور حضرت مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے“۔ (جذبات برہان ص:۱۲)

عید الاسلام کا لقب کس نے دیا؟

حضرت مولانا شاہ عبد السلام جبل پوری کو ”عید الاسلام“ کا لقب خود آپ کے استاد و شیخ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے بنفس نفیس عطا فرمایا جس کو آپ کے شہزادہ حضور برہان ملت علامہ عبد الباقی جبل پوری نے ایک قلمی مکتوب میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔

”۱۳۳۴ھ جمادی الآخرہ میں جب سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبل پور تشریف فرما ہوئے اور ایک ماہ سے زائد قیام فرمایا۔ واپسی کے چند دن قبل

عید گاہ کلاں کے جلسہ عام میں ارشاد فرمایا ”اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبد السلام کی ذات ستودہ صفات صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے عید الاسلام ہے۔ اور میں آج سے مولانا عبدالسلام کے القاب میں ” عید الاسلام “ کا اضافہ کرتا ہوں۔ یہ خطاب آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ بولا اور لکھا جائے گا۔ ان مقدس کلمات کے سنتے ہی پورے مجمع نے نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند کر کے پر خلوص محبت کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا۔“ اس کے بعد سے ہی سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں عید الاسلام کے خطاب سے یاد فرماتے۔ اور اپنی تحریروں میں بھی اس کا التزام فرماتے۔

حضور اعلیٰ حضرت کی آپ سے محبت:

سرکار اعلیٰ حضرت اپنے اس مرید صادق پر انتہائی محبت و شفقت فرماتے اور وقتاً فوقتاً اپنے مختلف خطوط میں آپ کو یاد فرماتے اور حال احوال دریافت کرتے۔ جس کا اندازہ درج ذیل سطور سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

”بملاحظہ جامع الفضائل، قامع الرذائل، حامی السنن،
ماحی الفتن، عمدۃ الکرام، مولانا مولوی حافظ و قاری شاہ
محمد عبدالسلام دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ!

خیریت سامی کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہوں، اور مولیٰ عزوجل سے جناب و اولادِ جناب کے لئے خیر و برکت و رفعت و عزت دارین رکھتا ہوں"۔

ایک دوسرے والا نامہ میں کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

بگرامی ملاحظہ صاحب الفواضل القدسیہ و الفضائل الانسیہ حامی السنن ماحی الفتن الدینیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبدالسلام دامت فضالھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔۔۔! صحت مزاج والا سے مطلع فرمائیں فقیر بے توقیر سوائے دعا کے کیا کر سکتا ہے۔ مولیٰ عزوجل آپ کے وجودِ مسعود کو اسلام اور سنیت کے حق میں محمود و مسعود رکھے۔ فقیر اپنے لئے بھی طالب دعا ہے۔ عزیدی مولوی برہان الحق صاحب بعد سلام بمضمون واحد سب احباب اہل سنت کو سلام سنۃ الاسلام"۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۲۳ رجب ۱۳۳۳ ھ

فتوی نویسی:

حضور عید الاسلام علامہ شاہ مفتی محمد عبدالسلام جبل پوری فقہ وافتا کے بھی عظیم شاہکار تھے۔فتوی نویسی سے آپ کو گہرا شغف تھا اسی وجہ سے آپ نے جبل پور میں ایک دار الافتاء کا قیام فرمایا تھا۔جس کے ذریعہ آپ امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں شرعی حل فرماتے۔مگر افسوس وہ علمی شہ پارے محفوظ نہ رہ سکے اور حوادث زمانہ کے نذر ہو گئے۔سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کو آپ کی فقہی بصیرت پر کامل یقین تھا۔جس کا اندازہ اعلیٰ حضرت کے اس مکتوب سے کیا جاسکتا ہے۔

”بملاحظہ عالیہ مولانا المکرم واللطف الاتم مولانا مولوی
شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت فضائلھم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولانا !اللہ تعالیٰ آپ کو جزاے خیر عطا فرمائے۔ایک مختصر فتویٰ دربارہ اذان ثانی جمعہ تحریر فرمائیں اس کے کتبہ کے نیچے اپنی مہر لگائیں اور چھپوائیں۔“

مذکورہ خط سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت کو آپ کے علم پر کس قدر اذعان ویقین تھا۔اسی وجہ سے تو فرمایا کہ فتویٰ کے آخر میں اپنی مہر لگائیں۔

حضرت عبدالاسلام بحیثیت حکیم حاذق:

حضرت علامہ شاہ عبدالسلام قادری جبل پوری قدس سرہ جہاں زبردست عالم دین، کہنہ مشق مفتی اور بالغ نظر فقیہ تھے وہیں آپ ایک بہترین طبیب حاذق بھی تھے۔ دعا کے ساتھ ساتھ آپ کی دوا بھی بہت بااثر تھی۔آپ اپنے عہد کے ایک عظیم حکیم تھے۔ دور دور سے مریض آپ کی بارگاہ میں آتے اور اس مسیحا سے اپنے دکھ درد اور بیماری سناتے اور شفایاب ہوتے۔ جو مریض بڑے بڑے طبیب وڈاکٹر کی دوائیں کھاکر تھک ہار جاتا۔اور پھر آپ کی بارگاہ میں آکر چند ہی نسخوں میں شفایاب ہوجاتا۔جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

ایک لڑکے کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ اچھا خاصا تندرست وتوانا اور ذہین و خوبصورت لڑکا روز بروز دبلا پتلا ہوتا چلا جارہا تھا۔کبھی اس کے پیٹ میں کبھی پیر میں توکبھی سر میں شدت کا درد ہوتا۔ بہت سے ڈاکٹروں کو دکھایا اور بہت سے جھاڑ پھونک کرنے والوں کی طرف مراجعت کی۔ گاہے گاہے فائدہ بھی ہوجاتا لیکن جلد ہی دوبارہ مرض عود کر آتا اور مریض درد کی شدت سے کراہنے لگتا۔آخر کار سبھی ڈاکٹرز تھک ہار گئے اور معوذین نے بھی ہتھیار ڈال ڈیئے۔ جب مریض آپ کے پاس لایا گیا توآپ نے دیکھتے ہی فرمایا اس کو"ام الصبیان"(ایک بیماری کا نام ہے) ہے۔ اولاً آپ نے ایک کورے پیالے پر تعویذ لکھ کر پلایا اور متعدّ د

نقوش تحریر فرمائے جو حسب ہدایت کام میں لائے گئے۔ اور پھر دواؤں کے ذریعے اس کا علاج مکمل فرما دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لڑکا جوں کا توں ہوگیا۔ وہی قوت و تندرستی واپس آگئی۔ اہل خانہ آپ کے شکر گزار ہوئے اور خدا کے حضور آپ کی درازی عمر کی دعائیں کیں۔

اولاد امجاد:

حضرت عیدالاسلام علامہ شاہ محمد عبدالسلام قادری رضوی جبل پوری قدس سرہ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ لیکن افسوس کے ۵ صاحبزادگان اور ایک صاحب زادی بچپن ہی میں آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ بچوں میں صرف حضور برہان ملت اور بچیوں میں آپ کی ہمشیرہ عائشہ بی کو اللہ جل وعلا نے طویل عمر عطا فرمائی۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت عائشہ بی اہل خاندان میں صدر والی پھوپھی سے مشہور تھیں۔

تحریک ندوہ کی سرکوبی:

حضرت عیدالاسلام مولانا شاہ عبدالسلام نے تحریک ندوہ کی سرکوبی کرنے اور اس کے فاسد افکار و نظریات سے عوام اہل سنت کو بچانے کے لئے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ابتداءً اس تحریک کا مقصد مسلمانوں کے رفاہِ عامہ اور مسلمانوں کو اس وقت کی غیر یقینی صورت حال سے نکالنا، اور ان کے مسائل حل کرنا، اور ان

کے لئے متحدہ طور پر آواز اٹھانا تھا۔ یہ ابتدائی اجلاسوں میں ہی راہ حق سے ہٹ گئے تھے۔اعلیٰ حضرت اور دیگر علماءِ اہل سنت نے بخوبی محسوس کر لیا تھا کہ یہ اتحاد کے نام پر مذہب و مسلک کو لے ڈوبیں گے، حق و باطل کی تمیز مٹ جائے گی۔ صحیح اور غلط کے اصول مسخ ہوجائیں گے۔ حلال و حرام کی حد بندی ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت نے تحریکِ ندوہ کا ذکر کرتے ہوئے "الملفوظ" میں فرماتے ہیں:

ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہاں نیچری، قادیانی، رافضی، وغیرہ سب اہل قبلہ ہیں۔ لہذا سب مسلمانان اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ جیسے برٹش گورنمنٹ، کہ اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے ہیں۔ ہم ایسے عقیدہ وہابیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسی بات نہیں کہہ سکتا" قرآن مجید میں ہے " افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون"۔ (الملفوظ حصہ دوم ص:۲۰۶)

اسی اندیشہ فساد کی وجہ سے حضرت عبدالاسلام اس فاسد تحریک کی بیخ کنی کے لئے کمربستہ ہوگئے اور شوال 1313ھ مطابق 1895ء کو شہر بریلی میں ندوۃ العلماء کا اجلاس ہوا اور حضرت عیدالاسلام کے پاس اجلاس کا دعوت نامہ پہنچا۔ تو آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبد الکریم نقش بندی سے اجازت

طلب کی آپ کے والد گرامی نے اجازت عطا فرمائی اور مندرجہ ذیل نصیحت بھی فرمائی۔

”ندوہ میں شریک ہوں یا نہ ہوں لیکن مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ضرور ملنا۔ اس وقت ان کا علم و فضل و کمال اپنی وسعت و تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے نے نظیر و بے مثال اور انتہائی عروج و کمال پر ہے۔ جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کر سکو تمہارے خاندان کے لئے باعث رحمت وبرکت وسعادت و سربلندی ہوگا۔ بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس تمہارے لئے مولانا احمد رضا خان صاحب سے علم و فضل و سعادت حاصل کرنے کا ان شاء اللہ ذریعہ و سبب ہے۔“

حضرت عید الاسلام جبل پور سے بریلی شریف روانہ ہوئے۔ الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب بھی ہمسفر ہو گئے۔ دونوں بزرگوں نے اجلاس میں شرکت کی ۔ ندوہ مجلس مضامین کے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں شبلی نعمانی نے اسلامی مدارس کے نصاب تعلیم کو آسان بنانے کے لئے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے۔ درس نظامی کے نصاب پر حملہ کیا اور کہا طالب علم کے کئی سال برباد ہوتے ہیں ۔اور عربی فارسی کے ساتھ انگریزی کو بھی نصاب تعلیم میں داخل کرنے پر زور دیا۔ نیز اپنی تقریر میں علمائے اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی کی ذات پر چوٹیں کیں۔

جب شبلی کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت عید الاسلام نے درس نظامی کے نصاب اور علمائے اہل سنت کے سلسلے میں شبلی کے انداز گفتگو اور طرز تقریر پر اعتراض کیا۔ اور مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی نے آپ کی بھرپور تائید کی اور چند کلمات شبلی کی تقریر کے خلاف فرمائے۔ جس پر شبلی بہت ناگواری حالت میں بڑے جذبہ کے ساتھ کھڑا ہوا اور سخت لہجہ میں دونوں بزرگوں پر برہم ہونے لگا۔ اور مولانا حسین صاحب کو ''چٹا دھاری'' اور عید الاسلام صاحب کو ''لونڈا'' کہہ ڈالا۔ یہ انداز تمامی حضرات کو برا لگا اور یہ دونوں بزرگ واک آوٹ کر کے چلے آئے۔ آتے ہوئے حضرت عید الاسلام صاحب نے فرمایا ''اگر علما و مشائخ اور اراکین کو ان کے اظہار خیال پر اسی طرح ذلیل کیا جاتا رہا تو کار ندوہ تمام خواہد شد''

چنانچہ یہ دونوں حضرات جلسے سے واک آوت کر گئے۔ واپسی میں حضرت عید الاسلام نے مجدد اعظم کا رسالہ ''سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء'' پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا۔ ''اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا اخلاقی فرض ہے۔'' آپ اجلاس کا بائیکاٹ کر کے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو سینے سے لگایا اور فرمایا: ''ماشاء اللہ! آپ

نے فقیر کی بہترین نیابت وو کالت فرمائی۔ بارک اللہ“۔

اس کے بعد آپ نے ہر جگہ اہل ندوہ کا علمی و عملی تعاقب کیا۔ بالآخر یہ فتنہ اپنے انجام کو پہنچا۔ اعلیٰ حضرت کے حکم پر پٹنہ تشریف لے گئے۔ اس وقت کے چوٹی کے علما پٹنہ کے جلسے میں شریک ہوئے تھے۔ اس کا ذکر قاضی عبدالوحید نے اپنے قصیدہ ”آمال الابرار و آلام الاشرار“ میں مفصل کیا ہے۔ یہاں سے اہل ندوہ ناکام ہوئے تو کلکتہ کا رخ کیا۔ وہاں پر بھی حضرت عبدالاسلام نے تعاقب کیا۔ یہاں پر سر چھپانے کی جگہ نہ ملی۔ یہاں سے ناکامی کے بعد بنگلور کا رخ کیا۔ وہاں پہ بھی انہیں حضرت عبدالاسلام کی بدولت ناکامی ہوئی۔ آپ کی کوششوں سے عوام و خواص اس فتنے سے آگاہ ہو گئے۔

وصال پر ملال:

۱۴؍ جمادی الاولیٰ 1371ھ، مطابق ۱۱ فروری 1952ء، طلوعِ آفتاب سے چند منٹ قبل 6:54 پر داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار جبل پور، مدھیہ پردیش انڈیا میں مرجعِ خلائق ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند کی آپ کے وصال پر افسردگی:

حضور مفتی اعظم ہند کو جب آپ کے انتقال کی خبر ملی تو بہت غمزدہ ہوئے۔ اور بہت دیر تک حزن و ملال کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں رہے۔

سرکار مفتی اعظم ہند پر آپ کی موت کا صدمہ اس قدر تھا کہ فوراً تعزیت نامہ تک تحریر نہ فرما سکے۔ بعد میں آپ نے حضرت برہان ملت کو تعزیت نامہ اور تاریخ وصال بصورت اشعار استخراج کر کے روانہ فرمایا۔

حضرت گرامی منزلت دام فضائلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

خبر ارتحال حضرت عیدالاسلام موجب اندوہ و ملال نے سخت صدمہ پہنچایا۔ انا للہ وانا للہ راجعون۔ ان کا انتقال پر ملال دنیائے سنیت کے لئے ایک سخت ترین صدمہ کا موجب ہے اور یہ خلا جوان کے انتقال سے ہو گیا ہے۔ بظاہر اس کی تلافی ہوتی نظر نہیں آتی ویسے اللہ قادر وقدیر اور مقتدر عزجلالہ کے کرم سے ضرور امید ہے کہ وہ آپ کو ان کا ایسا جانشین فرما دے کہ آپ ان کے جمیع فیوض وبرکات بلکہ ان سے زائد کے حامل ہوں۔ اور اہل سنت کو آپ سے یہ نسبت حضرت مذکور مرحوم و مغفور بہت زائد فیض پہنچے میری دلی آرزو یہی ہے اور میں اسی کی دعا کرتا ہوں۔

والسلام مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

سن وصال بزبان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

قیل مات المولوی عبد السلام

قلت ای واللہ حی بالدوام
مات قبل الموت ھو ففنائه
ظھر بان له الحیاۃ المستدام
انه قد کان فان فی الرضا
وجد البقاء باللہ من منعام
فنی فی الحق فان فی الرضا
فاستحق الوصل باق بالتمام
خاض فی بحر الفنا حتی وصل
اذ رائی برھان ربه فی المنام
ادخلوھا آمنین عند ربه دار السلام
قلت ارخ وصله دار السلام

۱۳۷۱ھ

رسم سجادگی:

حضور عید الاسلام علامہ مفتی شاہ محمد عبدالسلام قادری رضوی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۵۲ء کو آستانہ عالیہ سلامیہ پر ختم قرآن کا سلسلہ ہوا جس میں شہر کے ساٹھ ہزار علمائے کرام نے شرکت کی۔ بعد ختم

قرآن حضرت عید الاسلام کے چھوٹے بھائی جناب مولانا مولوی حافظ غوث احمد صاحب نے اپنے برادر اکبر کی نیابت وخلافت سجادہ نشینی کے لئے اپنے برادر زادے اور حضرت عید الاسلام کے نور نظر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روحانی فرزند حضرت مولانا الحاج مفتی محمد برہان الحق صاحب کو اس کا اہل اور جائز مستحق سمجھ کر ان کی سجادہ نشینی کا اعلان کیا۔

اور اپنے بھتیجے کو چند نصیحت کرنے کے بعد خرقہ مبارکہ اور دیگر متبرک اشیاء جو حضرت عید الاسلام کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے خلافت و اجازت کے وقت مرحمت ہوئی تھیں اور جو ان کو اپنے والد گرامی حضرت علامہ شاہ عبد الکریم نقش بندی سے عطا ہوئی تھیں وہ سب دیں۔ اور اسی دن سے حضرت برہان ملت نے مستقل طور پر دار الافتاء عید الاسلام کی ذمہ داری بھی اپنے ہاتھوں میں لے لی اور شریعت وطریقت دونوں میں اپنے والد کے سچے اور لائق و فائق نائب وخلیفہ ثابت ہوئے۔

[ملخص از: برہان ملت کی حیات وخدمات ص:۲۸ تا ۵۶]

(9) ناصر الاسلام حضرت علامہ سید عبد السلام قادری باندوی

ناصر الاسلام ، مجاہد ختم نبوت ، عاشق ماہ رسالت ، خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سید عبدالسلام قادری باندوی نور اللہ مرقدہ جماعت اہل سنت کے ایک عظیم عالم دین، شیخ طریقت، مایہ ناز خطیب اور روشن خیال شاعر تھے۔ تمام وقت امت مسلمہ کی رشد وہدایت میں لگے رہتے۔ سرکار صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ سے آپ کو خاص قلبی لگاؤ تھا۔ امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضاخان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے بھی آپ کو بڑی محبت تھی۔

ولادت باسعادت:

حضرت ناصر الاسلام مولانا سید محمد عبدالسلام قادری باندوی بن پیر طریقت حضرت مولانا سید امانت علی شاہ قادری علیہما الرحمہ ۱۹۰۵ء میں باندہ (یوپی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ (انوار علماے اہل سنت سندھ ص:۴۷۹)

خاندان عالی شان:

آپ کا تعلق جدی پشتی اولیاء اللہ اور علمی گھرانہ سے ہے۔ آپ کا خاندان حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ مشہد شریف، ایران کی اولاد سے ہے۔ آپ کا خاندان مشہد منور سے اوچ شریف، بہاولپور آیا (وہاں بھی خاندانی بزرگ

مدفون ہیں)۔ وہاں سے بعض سادات شاہ پور، یوپی، انڈیا آئے۔
(ایضاص:۴۷۹)

تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا حافظ سید امانت علی شاہ قادری سے حاصل کی۔ پھر ان کے حکم سے اعلیٰ تعلیم کے لئے مرکزی درس گاہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی انڈیا) کی طرف رجوع کیا۔ جہاں صدر الافاضل، مفسر قرآن وحید العصر، استاد الاساتذہ حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی سرپرستی میں درسی نصاب کی تکمیل کے بعد فارغ التحصیل ہوئے۔

بیعت وخلافت:

آپ نے اپنے برادر معظم حضرت مولانا سید محمد عبدالرب قادری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ والد ماجد علیہ الرحمہ کی ہدایت و بشارت کے مطابق آپ کے پیر ومرشد نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی کی تحقیق کے مطابق آپ کو امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔
(ایضاص:۴۷۹، تذکرہ خلفاے اعلیٰ حضرت ص:۳۱۲)

تحریک پاکستان:

آپ نے علماے اہل سنت کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء میں شعبہ نشر و اشاعت کے سیکریٹری رہے۔ اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے پورے ہندوستان کا دورہ کیا بڑے بڑے جلسوں میں خطاب کر کے سنی کانفرنس کی دعوت اور مسلمانوں کے لئے ایک آزاد مملکت کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ مجاہد ملت علامہ عبدالحامد بدایونی کی رفاقت میں مختلف صوبوں میں جاکر پاکستان کیلئے لوگوں کو قائل کرنا اور بلند عزم کے ساتھ تحریک چلانا انہیں کا طرہ امتیاز رہا ہے۔(ایضاص:۴۷۹)

پاکستان میں قیام:

ناصر الاسلام علامہ مولانا سید عبدالسلام شاہ قادری اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے مرکزی شہر کراچی تشریف لائے۔ جب پاکستان میں جمعیت علماے پاکستان کے مرکزی صدر مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی منتخب ہوئے اور اس کے ساتھ ناصر الاسلام خطیب اہل سنت پیر طریقت مولانا سید عبدالسلام قادری نائب صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے نائب صدر کی حیثیت سے ملک و ملت کی دینی و سیاسی خدمات انجام دیں۔(ایضاص:۴۷۹)

سنی کانفرنس کے انعقاد میں آپ کا کردار:

آپ چونکہ ایک متحرک اور فعال شخصیت کے حامل تھے۔ اسی واسطہ آل انڈیا سنی کانفرس کے شعبہ تبلیغ کے آپ ناظم قرار پائے۔ آپ کی شبانہ روز کوششوں سے بابو تالاب ہوڑہ، کلکتہ پارسی بگان، چڑ گاؤں، ہڈیا، کیونی باندہ، بلند شہر، قصبہ راٹھ، چوبیس پرگنہ (کلکتہ) وغیرہا مقامات پر ''آل انڈیا سنی کانفرس'' کی مقامی شاخیں قائم ہوئیں۔ جامعہ نعیمیہ، مرادآباد کے عظیم الشان جلسہ ۱۹۴۶ء میں آپ نے جو نظم آل سنی کانفرس پر فلک شگاف نعروں کی گونج میں پڑھی۔ اس کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

کس گل کی چمن آرائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

کیا تازہ بہار لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

گلزار سنن شاداب ہوا، الفت کا چمن آباد ہوا

ہر گل میں تری رضائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

سنی میں توانائی آئی اور مردہ دلوں میں جان آئی

اعجاز مسیحا لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

جذبات کی دنیا جاگ اٹھی ایمان کی ہر ہر رگ ابھری

وہ مہر درخشاں لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

جس کا بنے نصب العین قرآن وہ چاہئے اس کو پاکستان

وہ جذبہ دینی لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

آفوج میں اس کی داخل ہو اور توڑ دے قلعہ باطل کا

فرمان جہاد کا لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

کر دے عملی ہنگامہ بپا، ہو سنی اس پر جاں سے فدا

مدت میں میسر آئی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

اولاد غوث صمدانی ہیں، صدر محدث جیلانی ہیں

جن پر کہ بدل شیدائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

صدر الفضلا فخر العلما ہیں ناظم اعلیٰ اس کے

ان سے ہی ظہور میں آئی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

ہیں مفتی اعظم بھی شامل، احمد کی رضا خود ہے حاصل

فیض رضوی بھی پائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

اور شیر سیاست ناظم نشر مولانا عبدالحامد سا

جذبات کا عالم پائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

ہیں خود شریعت جلوہ فگن اور پیر طریقت خود افگن

ان سے بڑی قوت پائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

سجادہ اجمیری خواجہ سلطان الہند سے یہ زیادہ
معراج ترقی پائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

ہیں چاروں سلاسل کے شامل ہے فیض اسے ان کا حاصل
اور قادری قدرت پائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

امداد سے جملہ مشائخ کی شرکت سے ہزاروں علما کی
ہر گوشہ ہند میں چھائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

الحاد کی ظلمت دور ہوئی، بے دینی گئی، کافور ہوئی
اللہ نے جب چمکائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

کہتا ہے سلاؔم خستہ جگر ہو جاؤ جمع سب سنت پر
پیغام شریعت لائی ہے آل انڈیا سنی کانفرس

(تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت ص:۳۱۲،۳۱۴)

خطابت:

آپ کے دل میں عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس لئے آپ کی تقریر میں چاشنی عشق اور درد تھا۔ تقریر کے دوران لوگوں کو رلا دیتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ نعت خوانی میں اپنے وقت میں کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اتنی خوبصورت خوش لحن آواز تھی کہ لوگ مسحور، مسرور اور روح پرور لمحات میں گم ہو

جاتے تھے۔ کلکتہ، بمبئ، مدارس، کانپور، سی پی برار جبل پور، ریوا (انڈیا) کراچی، حیدرآباد نواب شاہ، سکھر، راولپنڈی، لاہور، ملتان، کوئٹہ، وغیرہ مقامات پر اپنی تقریر کالوہامنوایا۔

پاکستان بننے کے بعد کراچی کی مرکزی جامع مسجد نیومیمن (بولٹن مارکیٹ) کے پہلے خطیب مقرر ہوئے۔ کافی عرصہ کے بعد میمن مسجد کے سامنے سنیما تعمیر ہونے لگاتو حضرت کو معلوم ہوا آپ نے جمعہ کے خطاب میں پر جوش وولولہ انگیز خطاب کیا فرمایا: ”مسجد کے سامنے سنیما بنانا مسجد کا مقابلہ کرنا ہے مسجد اللہ عزوجل کا گھر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے گھر کا مقابلہ کریں گے وہ نیست و نابود ہو جائیں گے“۔ اس طرح مسجد کے سامنے فتنہ ختم ہو گیا۔ اس جگہ اب لیاقت مارکیٹ موجود ہے۔اس کا مطلب آپ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کا بھرپور جذبہ رکھتے تھے اور اعلاء کلمۃ الحق کہنے میں ڈرنے والے نہیں تھے بلکہ اعلانیہ حق فرمادیتے تھے۔

اسی طرح وہابی، دیوبندی، تبلیغی، مودودی، قادیانی، شیعہ، پرویزی اور غیر مقلدوں کا شدید رد فرماتے اور ان کے باطل عقائد پر سخت گرفت فرماتے تھے۔ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی آپ کے فن خطابت سے بہت متاثر تھے اس لیے اکثر آپ کے پاس حاضر ہوتے اور فن خطابت سے فیض یاب

ہوتے۔ نیو میمن مسجد کے علاوہ ملیر کینٹ کی چھاؤنی مسجد اور کینٹ اسٹیشن کی مسجد غریب نواز میں خطابت کے امور انجام دیئے۔ (ایضاص:۴۸۰)

تحریک ختم نبوت:

آپ نے تحریک ختم نبوت میں علمائے اہل سنت کے ساتھ بھرپور کردار ادا کیا، قادیانیوں کو کافر قرار دیا اور بڑے بڑے جلسوں میں ان کے عقائد باطلہ کی خوب خبر لی، ان کے باطل عقائد و نظریات مکر و فریب شرارت و سازش کی بیخ کنی کی۔ عوام الناس کو قادیانیت کے خلاف متحد و منظم کیا تاکہ وہ ان کی ہر سازش کو ناکارہ بنائیں اور منہ توڑ جواب دیں۔ (ایضاص:۴۸۰)

سفر حرمین شریفین:

آپ سات بار حج بیت اللہ اور روضہ رسول مقبول کی حاضری سے باریاب ہوئے۔ ایک بار حج کیلئے قرعہ اندازی میں نام نہ آیا تو بے حد مغموم ہوئے اور حج آفیسر سے تلخ کلامی بھی ہوئی۔ اور فرمایا: "میں جا کے رہوں گا۔ کوئی مجھے روک نہیں سکتا"۔ یہ الفاظ اطمینان یقین اور بھروسہ سے کہے۔ رات ہوئی ایک نعت قلب کی گہرائی، درد، الفت اور تڑپ کے ساتھ یوں لکھی:

سوئے کوئے مصطفی کو میرا دل ہوا روانہ
تو یقین ہے بلا شک کہ میرا بھی ہوگا جانا

نہ رکاوٹیں رہیں گی نہ یہ مشکلیں رہیں گی
یہ مٹے گی ایک دم میں انہیں ہوگا جب بلانا

بہر حال اچانک ہی حاجی کیمپ میں نام کا اعلان ہوا یوں آپ حج کو رواں دواں ہوئے ۔ ایک مرتبہ سفر حج میں آپ کے چھوٹے صاحبزادے سید منظور الاسلام قادری بھی ساتھ تھے ۔ دوران سفر جہاز حجاج درمیان سمندر میں تغیانی اور طوفانی ہواؤں اور موجوں کی زد میں آکر ڈوبنے لگا۔ تمام لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے ۔ اس وقت آپ جہاز کے کپتان کے پاس گئے اور انہیں اطلاع دی اور جہاز کے چاروں سمت اذانیں دلائیں ۔ اور پھر جہاز کے عرشہ میں محفل میلاد پاک منعقد کی اور پوری رات محفل میں نعت خوانی ذکر رسول پاک ﷺ ہوتا رہا۔ بعد نماز فجر صلوۃ و سلام پڑھا گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ طوفان عاجز ہو کر خوف سے بھاگ رہا ہے اور ایک دم سمندر میں ٹھہراؤ پیدا ہوا اور یوں طوفان ٹل گیا۔

(ایضاص:۴۸۰،۴۸۱)

غوث اعظم سے عقیدت:

آپ کو سرکار غوث اعظم ، قطب ربانی ، محبوب سبحانی ، مرشد حقانی ، شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الاقدس سے نہایت عقیدت تھی ۔ آپ نے تین چار بار بغداد شریف جاکر درگاہ غوثیہ قادریہ میں حاضری دی ۔

۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں سفر اختیار کیا۔ اس کی روئداد خود رقم فرماتے ہیں: ”ممالک اسلامیہ یعنی بحرین، الخبر، ریاض سے ہوتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا، کراچی سے بحرین بحری جہاز سے ۱۱۰ روپیہ مع خوراک، بحرین، سے بذریعہ ٹیکسی مکہ پہنچا۔ حج ادا کیا اس کے بعد مدینہ طیبہ دربار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم میں والہانہ حاضری دی۔ سبز گنبد دیکھ کر دل بھر آیا بموجب اشعار ذیل کیفیت ہوئی۔

دل یہ کہتا ہے مچل کر سبز گنبد دیکھ کر
ہوتا میں قربان تڑپ کر سبز گنبد دیکھ کر
یاالٰہی ایسی ساعت بھی میسر ہو کبھی
جان رہ جائے نکل کر سبز گنبد دیکھ کر
مستحق ہوں گے شفاعت کے قیامت میں ضرور
زائران قبر اطہر سبز گنبد دیکھ کر

مدینہ طیبہ سے تبوک ہوتا ہوا عمان پہنچا۔ عمان سے بیت المقدس حاضر ہوا۔ سبحان اللہ! قبلہ اول معراجی دولہا نے شب معراج جہاں انبیا کی امامت کی، جہاں سے عرش معلی کو گئے۔ یہاں اہم مقامات کی زیارت کر کے عمان پہنچے وہاں سے دمشق حاضر ہوا۔ ملک شام کو بھی اللہ نے بڑا شرف بخشا ہے یہاں بھی اہم مقامات کی زیارت کی خصوصا محمد صالح صاحب کہ جن کا پاؤں سات سو برس سے مزار

شریف کے باہر نکلا ہوا ہے جس کی زیارت سے مشرف ہو کر فیوض روحانی حاصل ہو گیا۔ دمشق سے حلب بس سے، حلب سے ریل میں بغداد شریف پہنچے۔ (عراق کی تمام اہم زیارات مقدسہ کی حاضری دی)۔ بغداد میں دوبارہ حاضری کی فقیر کو سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۳۸۰ھ کی حاضری میں حضور پاک نے جیسا کرم اور دستگیری فرمائی وہ "سفر نامہ بغداد" میں لکھ چکا ہوں۔ بہر حال عطایائے غوثیہ سے مالا مال ہو کر فائز المرام ہو کر جو منقبت سرکار غوث اعظم میں لکھی تھی مندرجہ ذیل ہے:

تمہارا ہے سہارا غوث اعظم
میں بردہ ہوں تمہارا غوث اعظم
اغثنی یا غیاث المتقین
مدد کیجئے خدارا غوث اعظم
مدد کے واسطے آتے ہو فورا
تمھیں جس نے پکارا غوث اعظم
ابھی غم ہوں مرے کافور دم میں
اگر کر دو اشارا غوث اعظم
خدا شاہد مری بگڑی بنا کر

تمہیں نے ہے سنوارا غوث اعظم
ہزاروں چھوڑ کر صرف ایک میں نے
لیا ہے در تمہارا غوث اعظم
"سلاؔم" قادری کی لاج رکھ لو
پھرے کیوں مارا مارا غوث اعظم

(دربار غوث اعظم بشمولہ کلام غوث الانام مطبوعہ ۱۳۸۱ھ کراچی)

تصنیف و تالیف:

آپ نے حالات کے پیش نظر بہت ساری کتابیں، رسائل و کتابچے تحریر فرمائے ان میں سے بعض کے اسما درج ذیل ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے والد گرامی قدر کے نام سے منسوب ایک تنظیم "انجمن امانت الاسلام کراچی" قائم فرمائی جس کے تحت مختلف موضوعات پر اپنی اور دیگر علماء کی کتابیں و کتابچے بھی شائع کیے۔

☆ ترجمہ انیس الجلیس۔ از: امام جلال الدین سیوطی طبع دوئم ضیاء الدین پبلیکشنز کراچی ۱۹۸۸ء

☆ کلام غوث الانام (فارسی) شان غوث اعظم دستگیر مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۳۸۱ھ

☆ فیوض امانت۔ گلشن معانی معرفت ۔ مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۳۶۱ھ

☆ میلاد سلام تذکرہ خیر الانام مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۳۷۴ھ

☆ معین الحجاج والزائرین مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

☆ میلاد انیس الخواتین مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی

☆ دیوان سلام قادری مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۳۸۰ھ

☆ عمادالدین مطبوعہ انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۹۴۵ء

☆ مرقع شہادت۔ از : ضیاء القادری طبع اول ۱۳۶۰ھ ، طبع دوم انجمن امانت الاسلام کراچی ۱۹۵۱ء

☆ آئینہ صداقت ۔ پیام و سلام ۔ فضائل و احکام جہاد ۱۹۵۱ء۔ خلد خیال سلام۔ غم نامہ درد دل و غیرہ (ایضاص:۴۸۲)

شادی واولاد:

آپ کی شادی اپنے خاندان میں سیدہ ام نوری سے ہوئی جن کے بطن سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تولد ہوئیں ۔ ۱۔ مولانا سید نور الاسلام قادری، ۲۔ سید منظور الا سلام قادری۔

(ایضاص:۴۸۳)

وصال پر ملال:

حضرت ناصر الاسلام علامہ سید عبدالسلام قادری عارضہ قلب میں تین سال سے مبتلا تھے۔ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ بات نہ کریں صرف آرام فرمائیں لیکن دل تو تھا عشق مصطفی ﷺ میں سرشار اس لئے یہ عاشق اپنے محبوب کے ذکر محفل میلاد اور نعت خوانی سے کب رکنے والے تھے۔عین وصال کے روز دوپہر میں آپ کے خلیفہ صوفی نفاست حسن صاحب آئے تو آپ نے برجستہ فرمایا ''میں آج جارہا ہوں'' اور وصیتیں فرمائیں ۔ صوفی صاحب چلے گئے ۔اسی دن بروز ہفتہ 6 جنوری 1968 بمطابق 1387ھ شام 4 بجے 63 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے ۔ دوسرے روز تقریبا ۲۴ گھنٹہ بعد تدفین ہوئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ''سو رہے ہیں''۔آپ کی مزار شریف پاپوش نگر قبرستان ناظم آبادی کراچی میں واقع ہے۔

(ایضاص:۴۸۳)

(10) تلمیذ محدث سورتی حضرت علامہ مولانا عبدالسلام اعظمی

(سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی)

ولادت باسعادت:

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبد السلام گھوسوی اعظمی سرزمین گھوسی کے محلہ کریم الدین پور میں ایک علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایسے علمی وروحانی خاندان سے ہے جس میں علم وفضل کے بڑے بڑے مہر تاباں چمکتے رہے ہیں۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم کے بابت باضابطہ تو معلوم نہ ہو سکا البتہ اتنا معلوم ہوا کہ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ العزیز کے چچازاد بھائی حضرت علامہ مولانا صدیق احمد گھوسوی اعظمی کے ابتدائی اور امام المحدثین حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی کے آخری شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

تدریسی خدمات:

۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں استاذ العلماء حضرت مولانا صدیق صاحب اعظمی کے وصال کے بعد حضور مخدوم المشائخ حضرت علامہ سید علی حسین اشرفی میاں

قدس سرہ مبارک پور تشریف لائے اور دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم کی مسند صدارت آپ کے سپرد فرمائی۔ اور یہاں طالبان علوم نبویہ کو آپ سیراب فرماتے رہے۔ جیسا کہ آپ کے شاگرد رشید حضرت شیخ العلما اس کا ذکر کچھ اس انداز میں فرماتے ہیں:

"والد بزرگوار کے انتقال کے بعد میں مبارک پور پڑھنے گیا۔ جہاں مولانا عبد السلام صاحب تلمیذ رشید حضرت مولانا صدیق صاحب سے فارسی کی پہلی، آمد نامہ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ لیکن استاد گرامی کے انتقال کے بعد میں گھوسی واپس آگیا اور قصبہ کوپاگنج کے مدرسہ میں داخلہ لے کر میزان ومنشعب تک تعلیم حاصل کی۔" (تذکرہ علمائے گھوسی ص:۱۰۲)

اجازت وخلافت:

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبد السلام اعظمی کو اجازت وخلافت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز سے حاصل تھی۔ جیسا کہ امین طریقت حضرت علامہ مفتی سید محمود احمد رفاقتی علیہ الرحمہ "حیات مخدوم الاولیاء" میں تحریر فرماتے ہیں: "موصوف (مولانا عبد السلام اعظمی) کو فاضل بریلوی نے ۱۳۳۶ھ میں خلافت عطا فرمائی تھی۔"

(حیات مخدوم الاولیاء ص:۳۴۶، تذکرہ علمائے گھوسی ص:۱۰۳)

حضور محدث سورتی کی خصوصی عنایات:

حضرت مولانا عبدالسلام اعظمی، حضور محدث سورتی قدس سرہ کے اخیر دور کے تلمیذ رشید تھے۔ محدث سورتی آپ پر انتہائی کرم فرماتے تھے جس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ داماد و خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ حسنین رضا خان بریلوی کا بیان ہے:

حضور محدث سورتی صاحب قبلہ کا وصال اعلیٰ حضرت کے وصال سے چھ برس پہلے ہوا، وہ پیلی بھیت میں جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حکیم عابد علی کوثر کے پاس سیتا پور بغرض علاج چلے گئے۔ وہاں افاقہ نہ ہوا تو اصرار فرما کر بریلی آگئے۔ یہاں غالباً مہینہ بیس روز رہے، حالت یہ تھی کہ اکثر اوقات شدت مرض یا انتہائی کمزوری کے سبب سے غشی طاری رہتی۔ دوا، نماز، غذا، اور فراغ حاجت کے لئے بیدار کئے جاتے، تو ہوش ہوتا مگر اس حالت میں بھی حدیث کا درس جاری رہتا، حدیث کا درس بند نہ ہوتا۔ اس کے لئے سخت حکم تھا کہ جب مولوی عبدالسلام (گھوسوی) آئیں تو مجھے ضرور بیدار کر کے گاؤ تکیہ کے سہارے بٹھا دو، (یہ مولوی عبد السلام، حضرت صدر الشریعہ کے بھتیجے صحیح یہ ہے کہ بھانجے تھے، اور محدث سورتی کے آخری شاگرد تھے۔ انھوں نے محدث صاحب سے حدیث کا آخری جملہ تک پڑھا ہے، ان کا بھی عین شباب میں چند ہی روز کے

بعد انتقال ہو گیا)

پڑھانے کی شان یہ تھی کہ کہ محدث صاحب گاؤ تکیہ کے سہارے بٹھا دیئے جاتے اور مولوی عبدالسلام صاحب ترمذی شریف کی عبارت پڑھنا شروع کرتے تو جتنی جتنی یہ عبارت پڑھتے ایک آدمی شانے پکڑے بیٹھا رہتا، محدث صاحب بیان فرماتے اس وقت دیکھنے والے کو محدث صاحب کے ایسے مرض اور کمزوری میں مبتلا ہونے کا گمان بھی نہ ہوتا، اور جیسے ہی سبق ختم ہوا، تو انہیں لٹانے کے لئے دو آدمی درکار ہوتے۔ میں کئی روز تک ان کی یہ زندہ کرامت بتوسط حدیث واعجاز سرکار رسالت ﷺ اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ میں اول سے آخر تک محدث صاحب کا منہ تکتا اور یہ سمجھنے کی کوشش کرتا کہ ماجرا کیا ہے؟ بالآخر یہ ماننا پڑا کہ حدیث شریف ان کی غذا اور روح ہو گئی ہے۔

(سیرت اعلیٰ حضرت ص:۱۱۸، ۱۱۹)

وصال پر ملال:

دبدبہ سکندری رام پور شمارہ نمبر ۱۷، جلد ۵۴، دسمبر ۱۹۱۷ء کے حوالے سے امین طریقت حضرت علامہ مولانا سید محمود احمد رفاقتی نے استاذ العلماء حضرت علامہ عبد السلام صاحب اعظمی علیہ الرحمہ کی تاریخ و سن وصال ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ لکھی ہے۔ (تذکرہ علمائے گھوسی ص:۱۰۴)

(11) قطب نیپال حضرت صوفی شاہ عبد السلام رضوی نیپالی

ولادت باسعادت:

حضرت صوفی شاہ عبد السلام رضوی قادری ابن فرزند علی ایک تخمینہ کے مطابق ۱۹۶۷ھ بکرمی سال/۱۹۱۰ء کی کسی تاریخ کو موضع ملنگواں نگر پالیکا ضلع سرلاہی، نیپال میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت اور تدریسی خدمات:

اوسط درجہ تک کی دینی تعلیم حاصل کی اور بعد میں علاقہ میں تدریسی خدمات بھی انجام دیئے۔

بیعت وارادت:

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ میں نبیرہ اعلی حضرت، مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر مرید تھے۔ پیر و مرشد کی ذات میں آپ کو مکمل فنائیت حاصل تھی۔ اپنے مرشد کا ایسا دیوانہ بہت کم دیکھا گیا ہے۔ خلافت واجازت کسی سے حاصل نہیں تھی۔ علاقائی علمائے کرام کے علاوہ حضرت ریحان ملت اور حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمہ بھی ان کی عظمت و بزرگی اور نیک بختی کے قائل تھے۔

سراپا:

آپ علیہ الرحمہ بڑے ہی حسین و جمیل اور شکیل و وجیہ تھے، چمکتا دمکتا چہرہ، سفید قمیص، سفید لنگی زیب تن فرماتے تھے، راستہ چلنے والوں کی نگاہیں آپ کی طرف مرتکز ہو جایا کرتی تھیں۔ آپ کے مزاج میں نرمی، وضع میں سادگی اور فکر میں متانت تھی۔

قطب نیپال کا خطاب کس نے دیا:

حضرت قطب نیپال قدس سرہ کے نواسہ حضرت صوفی عبد الستار صاحب اور ڈاکٹر وصی احمد مکرانی واجدی، ملنگواں، سرلاہی کا بیان ہے کہ پہلے عرس سلامی کی صدارت حضرت مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن صاحب قبلہ نے فرمائی تھی اور جس سال حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری عرس سلامی میں تشریف لائے تھے۔ اسی سال حضرت تاج الشریعہ نے آپ کو "قطب نیپال" کے لقب سے متّصف فرمایا۔ یعنی حضور تاج الشریعہ نے ہی سب سے پہلے آپ کو قطب نیپال کہا۔ ولی را ولی می شناسد۔

وصال:

آپ نے 7/ربیع الاول ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء کو 85 برس کی عمر میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرمایا۔ ملنگواں بس اسٹینڈ سے پورب سے جانب قبرستان

کے رخ ہی پر آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

بعض کرامات:

حضرت قطب نیپال قدس سرہ العزیز قدس سرہ العزیز کی چند کرامات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جس سے آپ کی بزرگی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خورشید فلک ٹھہر جا:

”بھانٹر سر“ جو کبھی علم و دانش کا مرکز اور اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوار ہوا کرتا تھا۔ ۱۹۵۲ء میں یہاں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حضور محدث اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند اور خطیب شہیر حضرت مولانا ابوالوفا فصیحی غازی پوری علیہم الرحمہ شریک اجلاس ہوئے تھے۔ صوفی صاحب اپنے پیر و مرشد حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہ سے ملاقات کے لئے صوفی عبدالحمید مکرانی کے ہمراہ ساڑے بارہ بجے ملنگواں سے روانہ ہوئے۔ راستے میں صوفی عبدالحمید صاحب سے وقت کے متعلق بھی بات ہوتی رہی وہ جب بھی وقت پوچھتے آپ فرماتے: ”سورج کی کیا مجال کہ آگے بڑھ جائے۔“ الغرض جب بھانٹر سر پہونچے تو جمعہ کی اذان اول ہوئی۔ جو ساڑے بارہ بجے ہوا کرتی تھی جب کہ ملنگواں سے بھانٹر سر کی پیدل مسافت ایک گھنٹہ سے زیادہ کی ہے۔

جسم مثالی کے ساتھ نقل مکانی:

ٹیلر محمد عباد اللہ انصاری مرحوم اپنے پیر و مرشد حضرت سید شاہ عبد الوکیل حیدری سیوانی قدس سرہ کے عرس چہلم سے اپنے گھر نیپال واپس ہو رہے تھے۔ اسی اثنا میں سیوان کی ایک گلی میں اپنے پیر و مرشد کے ساتھ انھوں نے حضرت صوفی عبد السلام کو دیکھا۔ ان کا بیان ہے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے مرشد کا تو انتقال ہو چکا ہے اور صوفی صاحب ملنگواں میں ہیں۔ یہاں کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہو سکتا ہے انھیں کی شکل و صورت میں کوئی اور ہو۔ جب واپس ہوئے تو صوفی صاحب سے ملنے گئے۔ آپ اپنے کپڑے دھو رہے تھے محمد عباد اللہ انصاری نے ان سے عرض کیا: آپ کو تو میں نے سیوان میں دیکھا تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: دیکھا تو ہم لوگوں نے بھی تھا آپ کو، مگر آپ کے دل میں یہ خیال ہوا کہ کوئی اور ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگوں نے آپ کو نہیں ٹوکا۔

اس واقعہ سے آپ کی حیرت انگیز قوت روحانیہ، اعلیٰ درجہ کے تصرف اور خطرات قلبی پر آگاہی کا پتہ چلتا ہے۔

خطرات قلبی پر آگاہی:

اللہ جل مجدہ اپنے مقبولان بارگاہ کو روشن ضمیری عطا فرماتا ہے جس کے سبب ان کے دل اس قدر منور و مجلیٰ ہو جاتے ہیں۔ جس کے ذریعہ وہ دلوں میں

پیدا ہونے والے وسوسوں اور خطرات کو بھی ملاحظہ فرما لیتے ہیں۔ حضور قطب نیپال حضرت صوفی عبد السلام قادری رضوی بھی انھیں ذوات قدسیہ میں سے تھے کہ جن کو یہ بارگاہ لم یزل سے یہ عطیہ حاصل تھا۔ ایک نظیر یہاں ذکر کی جاتی ہے۔

عباد اللہ انصاری مرحوم کا بیان ہے کہ ایک بار حاجی صاحب (صوفی صاحب) نے مجھے کھانے کی دعوت دی اور فرمایا یہ خصوصی دعوت ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کاش حاجی صاحب کے گھر میں کھیر ملتی۔ ادھر حاجی صاحب اپنے نواسہ اور صاجبزادہ سے فرما رہے ہیں کہ فلاں پڑوسی کی دکان بند ہو رہی ہے۔ جلدی جاؤ اور اچھا چاول اور چینی لے آؤ۔ پھر اپنی اہلیہ سے فرمایا: فلاں گوالن کے گھر جاؤ اس نے دودھ گھر میں فلاں جگہ رکھا ہے۔ وہ بہانہ کرے گی مگر دودھ دے گی۔ بہر کیف ساری چیزیں مہیا ہو گئیں۔ کھیر بنی اور دستر خوان پر ماسٹر صاحب نے جب کھیر دیکھی تو تصویر حیرت بنے رہ گئے اور آپ کی روشن ضمیری پر عش عش کرنے لگے۔

[ماخوذ از: نیپال میں اسلام کی تاریخ، باب سوم، ص: ۳۴۲ تا ۳۴۷، مطبوعہ مکہ پبلیشر مٹیا محل دہلی]

(12) قمر رضا شیخ طریقت حضرت علامہ عبد السلام قادری فتح پوری

ولادت باسعادت:

خلیفہ قطب مدینہ، قمر رضا حضرت علامہ عبدالسلام قادری رضوی کی ولادت باسعادت بروز بدھ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۲۵ء کو موضع کڑے مان پور، تحصیل بندکی ضلع فتح پور، ہسوہ یوپی ہند میں ہوئی۔

نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی "عبدالسلام" کنیت "ابوالفقراء" اور لقب "قمر رضا" ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام عبدالسبحان قادری (مرحوم) ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے والد ماجد سلسلہ قادریہ سے وابستہ اور ایک حکومتی ادارے میں افسر تھے۔ اور ملازمت کے سلسلہ میں آپ کان پور (یوپی، ہند) میں مقیم ہو گئے تھے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت مولانا عبدالسلام قادری نے تعلیم کا آغاز ہند میں علاقہ بابو پروا کی نئ مسجد سے فرمایا، یہیں آپ نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے مرکز علم وادب کان پور کی طرف رخ کیا اور یہاں چند سال رہ کر علمی پیاس بجھائی۔ پھر اس کے بعد مزید علمی تشنگی بجھانے کے لئے آپ نے لکھنؤ، جون پور

اور فتح پور کا سفر اختیار فرمایا اور وہاں وقت کے اکابر علما کی بار گاہوں میں رہ کر خوب فیضان علم و عمل سے مالا مال ہوئے۔

اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ کرام میں علم و فضل کے جن آفتاب و ماہتاب کا شمار ہوتا ہے ان کے اسماے گرامی درج ذیل ہیں:امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی رفاقت حسین کان پوری (مفتی اعظم کانپور) ، شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حشمت علی خاں ، شمس العلماء حضرت مفتی قاضی شمس الدین جون پوری (صاحب قانون شریعت)

تدریسی خدمات:

تدریس ایک ایسا عظیم عمل ہے جس کے ذریعے نسل نو کے اندر اخلاق و کردار کا نکھار پیدا کیا جاتا ہے اور زندگی و بندگی کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔اور ان کے دلوں میں علم و عمل کی شمع روشن کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالسلام قادری ضیائی نے بھی اپنی شمع تدریس سے کئی چراغ روشن کئے۔آپ کے اخلاص پر مبنی کوشش ہی نتیجہ ہے کہ آج کمبھی اہمہ (ضلع پرتاپ گڑھ) اور اس کے مضافات میں آپ علیہ الرحمہ کے کئی فیض یافتہ علماے کرام اور حفاظ دین متین کی خدمت میں مصروف ہیں۔جن میں حضرت مولانا خلیل احمد قادری بھی شامل ہیں۔

بیعت وخلافت:

قمر رضا حضرت علامہ عبدالسلام قادری حشمتی کو خلیفہ اعلیٰ حضرت، شیر بیشہ اہل سنت، مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خان رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ حضور شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ نے آپ کی ذات میں موجود تمام صفات حمیدہ اور تقویٰ شعاری کو ملاحظہ فرما کر اپنی اجازت وخلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ کو سرکار مفتی اعظم ہند علامہ مفتی مصطفےٰ رضا خان سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ عاشق رسول مقبول حضور قطب مدینہ علامہ شیخ ضیاء الدین مہاجر مدنی نے اپنے آستانہ عالیہ پر محفل میلاد کے اختتام پر آپ کو اپنی اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ حضور احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفےٰ حیدر قادری برکاتی نے آپ علیہ الرحمہ کو ۷/ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۹/جون ۱۹۴۴ء بروز جمعرات کو عصر و مغرب کے درمیان خلافت واجازت سے نوازا۔ اور ساتھ ہی پند و نصیحت پر مشتمل ایک تحریر لکھ کر کو عطا فرمائی۔ اس کا کچھ حصہ ملاحظہ کرتے ہیں:

"میں سید حسن میاں قادری برکاتی قاسمی مارہروی عفی عنہ ربہ الجلی کہتا ہوں کہ جب میں نے برادرم حافظ عبد السلام صاحب سلمہ ربہ قادری برکاتی رضوی کو اپنے آبائے کرام قدست اسراہم کے مذہب سنیہ صحیحہ یعنی مذہب اسلام پر

متصلب ، مذہب اہل سنت کا دل دادہ دیکھا ۔ نیز ان کی پیشانی پر ستارہ اقبال وہدایت بھی دیکھا ان کی جملہ اجازات سلاسل قادریہ برکاتیہ و سلسلۃ الذھب سلسلہ چشتیہ سہروردیہ و نقشبندیہ جدیدہ وقدیمہ و سلسلہ منامیہ وبدیعیہ مداریہ ودوسرے اور سلاسل کہ جو مجھ کو حفید حضرت خاتم اکابر مارہرہ مولانا مولوی حافظ قاری مفتی ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن الملقب بہ شاہ جی تاجدار مسند غوثیہ برکاتیہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ورضی اللہ عنا لھم آمین ! یارب العالمین حضرت مولانا قاری مفتی سید احمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی افاض اللہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ آل احمدیہ قاسمیہ وحضرت شیر بیشہ اہل سنت ، مظہر اعلیٰ حضرت ، ماحی کفر وبدعت ، سرشکن مبتدعین ومرتدین ، سایہ افگن بر مؤمنین و مسلمین مولانا مفتی علامہ مناظر اعظم عبید الرضا حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی سے حاصل ہیں اور جملہ اوراد واذکار ، اشغال وادعیہ وطلسمات خاندانی جو خانوادہ برکاتیہ کی اجل کتابوں مثل کاشف الاستار وبیاض آل احمد وسبع سنابل وسراج العوارف وچہار انواع وغیرہ میں مندرج ہیں۔ نیز بعض ان حضرات سے اجازات حاصل ہیں سب کی عزیز موصوف کو اجازت دیتا ہوں۔ اگر ان سے کوئی شخص کسی بھی سلسلے میں بیعت ہونا چاہے بیعت لیں اور اگر کسی چیز کی اجازت طلب کرے تو دیں۔ میری وصیت یہ ہے کہ (۱) عزیز موصوف ہمیشہ

ہمیشہ میرے آباے کرام قدست اسراھم کے سچے اور صحیح و محبوب و دل پسند مذہب یعنی دین اسلام و مذہب اہل سنت پر بہت سختی اور تصلب و مضبوطی اور پختگی سے قائم رہیں اور بلا خوف لومۃ لائم حق بات زبان پر جاری کریں۔ (۲) اپنی صورت و سیرت حتی الامکان بزرگوں سے ملانے کی کوشش کریں اور ادعیہ خیر میں اس کمترین کو بھی یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نیک توفیق دے۔"

خدمات دینیہ:

قمر رضا حضرت علامہ عبدالسلام قادری نے دوران تحصیل علم ہی کانپور میں امامت کے ذریعے خدمت دین کا آغاز فرمایا۔ بعد تکمیل یہ سلسلہ جاری رہا پھر نیپال کے دار الحکومت کھٹمنڈو میں تشریف لے گئے۔ پھر ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں احسن العلما حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی کے حکم سے کھٹمنڈو سے ہند کی ریاست اتر پردیش کے ضلع پرتاپ گڑھ کے موضع کمبھی اہمہ تشریف لائے۔ جہاں آپ نے تعلیم قرآن اور درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھانے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ کا سلسلہ طریقت کافی وسیع تھا کولمبو بھی جاتے رہتے تھے۔ آپ نے کولمبو کی مرکزی جامع مسجد میمن میں کئی مرتبہ نماز تراویح پڑھائی۔ خلق کثیر نے آپ سے فیض پایا۔

تصنیف وتالیف:

آپ علیہ الرحمہ کے اندر دیگر صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ تحریری ملکہ بھی موجود تھا۔ اس زمانہ میں متعدّد رسائل وجرائد میں آپ کے مقالات ومضامین شامل اشاعت ہوتے رہے۔ مستقل طور پر آپ کی زیادہ کتب کا ذکر تو نہیں ملتا البتہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے مشائخ کرام علیہم الرضوان کے عملیات پر مشتمل آپ کے ایک رسالہ کا ذکر ملتا ہے۔ جس کو آپ نے ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام ''بیاض عملیات'' تجویز فرمایا اور اس کے آخر میں یہ دعا تحریر کی ''اے اللہ عزوجل! اس پر تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرما، ذریعہ مغفرت اور باعث خیر وبرکت بنا۔''

اوصاف وکمالات

بدمذہبوں سے سخت نفرت:

قمر رضا حضرت حافظ محمد عبدالسلام قادری حشمتی اپنے پیرومرشد حضور شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان رضوی علیہ الرحمہ کی طرح بدمذہبوں کو سخت ناپسند فرماتے۔ اگر کوئی بدعقیدہ مسجد میں آتا تو آپ علیہ الرحمہ مسجد کا وہ مقام دھلواتے اور اپنے اس عمل سے لوگوں کو یہ ذہن نشین کراتے کہ ظاہری نجاست سے زیادہ ہلاکت خیز باطنی نجاست (بدعقیدگی) ہے۔ اگر اس کا

فوراازالہ نہ کیا جائے تو یہ ہلاکت خیزی ایمان کے لٹ جانے کا سبب بن سکتی ہے۔

صبرواستقامت کے پہاڑ:

حضرت علامہ مولانا عبدالسلام قادری جب کبھی اہمہ تشریف لائے تواس وقت آپ کی خدمت تدریس کا وظیفہ ۵۰ روپے ماہانہ مقرر ہوا۔ لیکن وظیفے کی ادائیگی کا یہ سلسلہ زیادہ عرصہ نہ چل سکا۔ پھر بھی آپ نے تدریس نہ چھوڑی نہ ہمت ہاری اور نہ ہی کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے بلکہ اپنی جمع شدہ رقم سے ایک دکان کھول لی اور اس سے حاصل ہونے والی رقم سے گزر بسر فرمانے لگے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تدریس اور چھوٹی مسجد کی امامت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس سخت ترین آزمائش میں بھی آپ صبرواستقامت کے پیکر بنے رہے۔

بارہویں اور گیارہویں شریف منانے کا معمول:

جہاں اللہ جل مجدہ کی نعمتوں کے شکرادا کرنے کے دیگر انداز ہیں وہیں ایک موثر طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ جل شانہ کے مقربین کا یوم عرس منایا جائے۔ تاکہ مخلوق خداان نیک بندوں کے فیضان سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو سکے۔ حضرت علامہ عبد السلام رضوی بھی جشن ولادت ﷺ اور گیارہویں شریف انتہائی تزک واحتشام سے مناتے۔ جشن ولادت منانے کا سلسلہ یکم ربیع الاول

سے ۱۲ ربیع الاول تک جاری رہتا جبکہ گیارہویں شریف کا سلسلہ یکم ربیع الآخر سے ۱۱ ربیع الآخر تک رہتا، اس میں اپنی ذاتی رقم سے شیرنی تقسیم کرتے۔

نماز باجماعت سے محبت:

حضرت مولانا عبدالسلام قادری کو نمازوں سے بے پناہ محبت تھی، آپ ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرنے کا خصوصی اہتمام فرماتے، سفر میں ہوتے تب بھی کوشش فرماتے کہ نماز باجماعت ہی ادا ہو۔

ایفائے عہد:

ایک مرتبہ مسلمانوں کے اصلاح عقائد و اعمال کے سلسلے میں ایک جلسے کے انعقاد کا وعدہ فرما کر تاریخ کا اعلان فرما دیا۔ لیکن جوں جوں وقت قریب آتا جارہا تھا انتظامات کی کوئی سبیل نظر نہیں آرہی تھی، اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے۔ ایک روز آپ نے نہایت افسردگی سے فرمایا" وعدہ خلافی بہت بڑا گناہ ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منافق کی علامت فرمایا ہے۔ اگر میں جلسے کے انعقاد کا وعدہ پورا نہ کر سکا تو۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی آواز بھرا گئی۔ آپ کی کڑھن کی برکت تھی کہ رکاوٹیں دور ہوگئیں، تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔ اور الحمد للہ عزوجل جلسہ بھی بے حد کامیاب رہا۔

زیارت حرمین کریمین:

آپ کو بفضل الٰہی تین مرتبہ حرمین شریفین کی سعادت ابدی حاصل ہوئی۔

نکاح واولاد:

آپ نے دو نکاح فرمائے۔اور آپ کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹے ہوئے۔

وصال پرملال:

آپ کا وصال ۲۵/محرم لحرام ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۱/ مئی ۱۹۹۸ء کو شب جمعہ کو ہجری سن کے مطابق ۷۵ سال ۵ ماہ، اور دس دن کی عمر میں ہوا۔

نماز جنازہ وجائے مزار:

آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری صغیر احمد صاحب نے پڑھا ئی۔ اور بروز جمعہ ہی کو آپ کی تدفین موضع کمبھی اہمہ، تحصیل لال گنج، ضلع پرتاپ گڑھ اتر پردیش میں ہوئی۔

[ماخوذاز: فیضان مولانا محمد عبدالسلام قادری ص:۲ تا ۶۹ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ]

(13) مخدوم ملت، استاذ العلما حضرت مفتی عبدالسلام رضوی سنبھلی

(بانی و مہتمم جامعہ سلامیہ سنبھل، یوپی، ہند)

ولادت مبارکہ:

مخدوم ملت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالسلام رضوی سنبھلی کی ولادت باسعادت سن ۱۹۰۵ء میں مرکز علم وادب سنبھل ضلع مرادآباد (اب سنبھل مستقل ضلع بن چکا ہے) میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

حضرت مفتی عبدالسلام قادری سایہ پدری سے چونکہ کم سنی ہی میں محروم ہو چکے تھے۔ اس واسطے آپ کی مکمل کفالت آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے بڑے بھائیوں نے فرمائی۔ اور ان حضرات نے آپ کو زیور علم سے مکمل طور پر آراستہ و پیراستہ کیا اور کوئی کمی تک محسوس ہونے نہیں دی۔ آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے عم مکرم حضرت حافظ عصمت اللہ صاحب کے پاس کیا۔ آپ کے چچا صاحب نے اپنے اس ہونہار بھتیجے کے ظاہر وباطن سنوارنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑا۔ ناظرہ قرآن کے ساتھ ہی حفظ کا آغاز بھی کرا دیا۔ تکمیل حفظ کے بعد اپنی بستی ہی میں مولوی عبداللہ صاحب سے فارسی اور عربی پڑھنا

شروع کردیا۔

شوق تعلیم کو دیکھ کر آپ کے برادر مکرم شیخ عبد الرحمن، شیخ عبد الصمد اور خسر شیخ کلن نیز محلہ کے دیگر معزز افراد آپ کو لے کر حضرت اجمل العلما حضرت علامہ مفتی اجمل حسین شاہ صاحب کی بارگاہ میں لے کر مدرسہ اجمل العلوم میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے داخلہ کی عرضی پیش کی۔ اسی روز حضور اجمل حسین شاہ قبلہ نے آپ کا داخلہ فرمالیا۔ اس طرح آپ علیہ الرحمہ مکمل نو سال اجمل العلما کی بارگاہ میں رہ کر علمی شہ پاروں سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ اور ۲۰/ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں جامعہ اجمل العلوم کے سلانہ اجلاس میں اجلہ علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

درس و تدریس:

فراغت کے دوسرے ہی سال ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء میں مفتی عبد السلام نے اپنے محلہ کی ایک وسیع مسجد رستم خان سے متّصل ایک مکتب کی بنیاد ڈالی۔ جس میں مفتی عبد السلام کے محسن و مشفق استاذ اجمل العلما مفتی محمد اجمل حسین شاہ رضوی کی خواہش و دعوت پر تقریباً پندرہ سے زائد اجلہ علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ اس مکتب کی سب سے پہلی اینٹ عارف باللہ الحاج الشاہ عبد المجید آنولوی (والد ماجد حضرت علامہ عبد الحفیظ، مفتی آگرہ) نے رکھی، پھر حسب ترتیب و مراتب

دوسرے جلیل القدر علماء و مشائخ نے۔

پھر اس مدرسہ (جامعہ سلامیہ) میں خود ہی بحیثیت صد المدرسین اور شیخ الحدیث تعلیم کا آغاز فرمایا۔ اور تقریباً ۱۴ سال مسلسل تدریسی، اور فتوی نویسی کی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس طرح حضرت مفتی عبدالسلام قادری رضوی کے درس و تدریس کا آغاز اسی دار العلوم جامعہ سلامیہ سرائے ترین سنبھل ہی سے ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء کے اوائل میں امام النحو علامہ سید غلام جیلانی محدث میرٹھی قدس سرہ کی دعوت اور اصرار پر میرٹھ مدرسہ اسلامیہ قومیہ میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف لے گئے۔ اور ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء تک تقریباً آٹھ سال تدریس و تبلیغ اور فتویٰ نویسی کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

بعدہ نواب پالن پوری کی خواہش پر آپ علیہ الرحمہ "پالن پور گجرات" مدرسہ اسلامیہ میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف لے گئے۔ اور تقریباً چھ ماہ تدریسی خدمات کے ساتھ فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں۔ اور آشوب چشم کی بیماری کے باعث بالآخر آپ ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء ہی میں اپنے وطن تشریف لے آئے اور مکان پر رہ کر مستقل علاج کرایا۔

ارشد تلامذہ:

آپ کی پچاس سالہ زمانہ تدریس میں جن خوشہ چینوں کے اسماء قابل ذکر ہیں

وہ یہ ہیں:

(۱) مولانا صوفی ضمیر حسین سلامی مرادآبادی عرف نوشے میاں

(۲) حضرت علامہ مفتی محمد انوار الحق رضوی مصطفوی دنکوی ثم بریلوی مد ظلہ العالی

(۳) حضرت مولانا محمد لیاقت حسین رضوی بریلوی دام ظلہ العالی

(۴) حضرت مولانا غلام حسین رضوی سلامی دام ظلہ العالی

(۵) حضرت مولانا محمد یوسف اشرفی راجستھانی دام ظلہ العالی

(۶) حضرت علامہ مفتی زاہد علی سلامی مصباحی دام ظلہ العالی (استاد جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

(۷) حضرت مولانا الحاج محمد یوسف سلامی بلرام پوری دام ظلہ العالی

(۸) حضرت مولانا عبدالخالق سلامی بنگالی دام ظلہ العالی

(۹) حضرت مولانا عبدالمنان سلامی بنگالی دام ظلہ العالی

(۱۰) مولانا عبدالرشید قادری کشمیری دام ظلہ العالی

(۱۱) مولانا سید احباب الدین قادری کشمیری دام ظلہ العالی۔

دینی وملی خدمات:

بد عقیدہ علمائے وہابیہ نے سرائے ترین کو اپنی فکری تحریک کی آماج گاہ اور

وہاں کی اعتقادی فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ حضرت مفتی عبد السلام نے اس ظلمت کدہ کو سنیت کی ضیاپاشیوں سے منور کرنے کے لئے دن ورات ایک کر دیا۔ سب سے پہلے ایک ادارہ قائم فرمایا جس سے علماو فضلا پیدا ہوئے۔ جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے قدم قدم پر وعظ و تبلیغ کی بزمیں سجائیں، جلوس عید میلاد النبی ﷺ کو جاری فرمایا۔ نماز کی تحریک چلائی اور بے شمار مسجدوں کو نبوت ورسالت کے عشق پرور نعروں سے مالامال فرمایا، اذان قبر کو جاری فرمایا، میلاد و قیام اور صلاۃ وسلام کو زیادہ سے زیادہ فروغ بخشا۔ یہ سب مفتی صاحب قبلہ کی انتھک کوششوں ،کاوشوں ہی کا نتیجہ تھا کہ اس وہابیت و جہالت کدہ میں نور علم وسنیت کی بے شمار قندیلیں روشن ہوگئیں۔ ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کے اوائل میں پاکبڑا ضلع مرادآباد آپ تشریف لے گئے اور ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء تک تقریباً ڈھائی سال رہے۔ اس دوران وہاں کے لوگوں میں دینی جذبہ اور مذہبی اسپرٹ پیدا کرنے کے لئے جامع مسجد سے متّصل مدرسہ اہل سنت غفور العلوم کے نام سے ایک علمی دانش گاہ کا قیام فرمایا۔

جامعہ سلامیہ کی نشاۃ ثانیہ:

حضرت مفتی عبد السلام رضوی نے اسی سال ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۱ء میں اہل بستی کی بے پناہ خواہش پر اور بے حد اصرار پر پاکبڑا، مرادآباد سے پھر سرائے ترین

سنبھل تشریف لے آئے۔ اور ۴/اگست ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ سے اسی دارالعلوم ”جامعہ سلامیہ“ کا آغاز فرمایا اور آپ کے آنے سے دوبارہ اس ادارہ میں جان پڑ گئی۔

جلوس محمدی کا آغاز:

حضرت مفتی عبدالسلام نے اسی سال سن ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ میں جلوس محمدی ﷺ کی تحریک شروع کی۔ ہر چند کہ بدعقیدہ علما نے اور بڑے بڑے سرکردہ لوگوں نے اس تحریک میں، مفتی عبدالسلام کی سخت مخالفت کی۔ مگر انجام کار مخالفین کی ساری مخالفتیں اور کوششیں سعی لاحاصل کے آگے ناکام و نامراد رہیں اور جلوس محمدی ﷺ کا آغاز ہو کر رہا۔

تصنیف و تالیف:

حضرت مفتی عبدالسلام رضوی کی دینی و ملی خدمات صرف درس و تدریس اور تبلیغ و ارشاد ہی میں منحصر نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ ساتھ آپ جہاد بالقلم کی محاذ پر بھی کاربند رہے۔ اور متعدّد کتب و رسائل آپ کے قلم حق رقم سے معرض وجود میں آئے۔ لیکن افسوس اب تک باضابطہ کوئی کتاب چھپ کر منظر عام پر نہ آسکی۔

(۱) شرح نور الانوار: یہ درس نظامی میں داخل نصاب کتاب نور الانوار کی شرح

اور اصول فقہ سے متعلق ضروری اور مفید باتوں پر مشتمل کتاب ہے اور آپ کی صلاحیتوں کا عظیم شاہ کار ہے۔

(۲)نور الایمان: اس میں نماز ،روزہ ،حج ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات نیز جملہ معاملات میں روز مرہ پیش آنے والے مسائل ، ان کے علاوہ کچھ علمی مباحث ،آیات قرآنیہ ،احادیث نبویہ اور اقوال علماء ومجتہدین کی روشنی میں نہایت آسان پیرائے میں پیش کئے گئے ہیں۔

(۳)رد شریعت یا جہالت: یہ وہابی ، دیوبندی جماعت کے مبلغ اعظم نام نہاد مولوی،پالن حقانی گجراتی کی رسوائے زمانہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' کا حقائق کی روشنی میں بڑا علمی اور معلوماتی رد وجواب ہے۔اس کے علاوہ بھی مختلف علوم وفنون کی متعدّد کتابوں پر مفتی عبدالسلام قادری رضوی نے خامہ فرسائی کی۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے استاد گرامی حضور اجمل العلماء حضرت علامہ شاہ مفتی اجمل حسین شاہ صاحب کے ہمراہ مرکز علم وحکمت بریلی شریف حاضر ہوکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے۔اس کے کچھ عرصے بعد حضرت مفتی عبدالسلام کے محسن مفتی اعظم سنبھل حضرت علامہ مفتی

اجمل شاہ صاحب نے خصوصی کرم فرمایااور اجازت وخلافت عطافرمائی۔

اس کے بعد ۱۷/جمادی الآخرہ ۱۳۹۷ھ/۱۹۶۶ء کو حضرت مولانا شاہ ساجد علی خان رضوی بریلوی کے ایما پر حضور مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی قدس سرہ نے مفتی عبد السلام کو یاد فرمایا۔ اور سند خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ کچھ دیگر مخصوص تعویذات کی اجازت سرائے ترین سنبھل کے ایک سفر میں خود حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے معمار ملت علامہ مفتی عبدالسلام صاحب کے مکان پر زبانی عطافرمائی۔

خلفاے کرام:

معمار ملت حضرت علامہ شاہ مفتی عبد السلام قادری سنبھلی علیہ الرحمہ نے متعدّد حضرات کواجازت وخلافت سے نوازاان میں دو حضرات کے نام قابل ذکر ہیں۔ نمونہ اسلاف حضرت علامہ مفتی انوار الحق قاری رضوی مصطفوی مد ظلہ العالی اور حضرت علامہ مفتی زاہد علی سلامی مد ظلہ العالی۔ اول الذکر کو شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں نوری نے بھی خلافت سے نوازا ہے۔ اورآپ ایک زبردست عالم دین اور کثیر المریدین شیخ طریقت اور درجنوں کتب کے مصنف ہیں۔ اور آخر الذکر حضرت علامہ مفتی زاہد علی سلامی مد ظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی عبد السلام کے حقیقی جانشین اور جامعہ

اشرفیہ مبارک پور کے قابل فخر اساتذہ میں سے ہیں۔

حج وزیارت:

حضرت مفتی عبدالسلام قادری حامدی رضوی شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء کی چودھویں شب میں میں سوئے حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ اور تقریبا ۵ ماہ اس مقدس سرزمین میں گزار کر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ میں اپنے وطن واپس ہوئے۔

شوق تلاوت قرآن کریم:

حضرت مفتی عبدالسلام رضوی سنبھلی علیہ الرحمہ کو تلاوت قرآن کریم سے خاص شغف تھا۔ اور اس کی بکثرت تلاوت فرماتے۔ اور جب کسی کو کوئی مصیبت پیش آتی تو فوراً تلاوت قرآن کریم شروع فرما دیتے اور اس قدر تلاوت فرماتے کہ دوسرے تیسرے روز ہی مصیبت و پریشانی دور ہو جاتی۔ شب برات اور شب قدر کی راتوں میں شبینہ میں شوق کے ساتھ شرکت فرماتے اور خوب پڑھتے۔ کبھی کبھی دس دس، پندرہ پندرہ پارے ایک ہی رکعت میں پڑھ دیتے۔ بارہا شبینوں میں ایسا ہوا کہ مفتی عبدالسلام صاحب نے صرف اپنے استاد زادے حافظ کرامت اللہ اور اپنے برادر زادے حافظ محمد ظہور صاحب کو لے کر ایک ہی شب میں پورا قرآن کریم ختم فرمایا۔ مفتی صاحب نے مسلسل تیس سال رمضان

المبارک میں نماز تراویح میں قرآن پاک ختم فرمایا۔

مرغوبات:

آپ کھانے میں حلوہ ،دودھ کی کھیر اور امرود کی چاٹ بے حد پسند فرماتے۔ تقریبا ہر میٹھی جائز چیز پسند فرماتے، پھلوں میں آم ،کیلا اور خربوزہ بہت مرغوب رکھتے تھے۔ چائے سے حد درجہ شوق رکھتے تھے۔ نشہ آور اشیاء سے سخت اجتناب فرماتے، کھانا کھانے کے بعد اکثر سفوف استعمال فرماتے۔

مفتی صاحب کا سراپا:

حضرت مفتی عبد السلام رضوی کا رنگ سفید مائل بہ سرخی ، قدم میانہ قدرے طفیل ،جسم بھاری مگر مناسب ، چہرہ بڑا رعب دار ، پیشانی خوب چوڑی سعادت آثار ، ناک بڑی ذرا دبیز ، داڑھی لمبی اور خوب گھنی ، سینہ چوڑا اور قرآن اس کے انوار و برکات سے بھرا۔

لباس سادہ اکثر کپڑے کی چوڑی گوٹ والی (دوپلی) ٹوپی، کلی دار گھٹنوں سے نیچا کرتا، اس کے اوپر صدری ، ٹخنوں سے اونچا پائجامہ ، بہت زمانہ شلوار نما مغلیہ انداز کا استعمال فرمایا، پھر سادہ علی گڑھی انداز کا استعمال کرنا شروع کر دیا، اور آخر تک یہی استعمال فرمایا۔ اس کے علاوہ کاندھے پر رومال اور ہاتھ میں عصا مستقل رکھتے۔ پاؤں میں جے پوری انداز کے ناگرہ جوتے، اور سیدھے ہاتھ میں بریلی

شریف کی نقش والی انگوٹھی استعمال کرتے۔

انتقال پر ملال:

معمار ملت حضرت علامہ مفتی عبد السلام قادری رضوی اجملی کا وصال پر ملال ۱۹/رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ/۱۸مئی/۱۹۸۷ء کو بروز دو شنبہ دوپہر ٹھیک گیارہ بج کر ۵۵ منٹ پر ہوا۔

[ماخوذ و ملخص از: مفتی اعظم اور ان کے خلفا ج:اول، ص:۵۰۲ تا ۵۱۱]

(14) شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی عبد السلام رضوی بلرام پوری

(شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم تلسی پور ضلع گونڈہ، یوپی، ہند)

پیدائش وجائے پیدائش:

حضرت مفتی عبد السلام بلرام پوری مدظلہ العالی کی ولادت 12 ستمبر 1966ء کو ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش میں ضلع بلرام پور کے گاؤں بیراگی جوت، شری دت گنج بازار میں ہوئی۔

نام ونسب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبد السلام ہے اور آپ کے والد گرامی کا نام الحاج عبدالکریم ہے۔ آپ کا تعلق پٹھان یعنی خان برادری سے ہے۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم کے لئے سن 1972ء میں آپ اپنے آبائی علاقہ شری دت گنج بازار میں دارالعلوم نور الاسلام میں حاضر ہوئے اور یہاں علامہ مفتی شعبان علی قدس سرہ العزیز سے تین سال اعدادیہ، اولیٰ اور کچھ قرآنی سورتوں کی مشق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے سن 1976ء میں دار العلوم انوار القرآن بلرام پور میں داخل ہوئے اور یہاں استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی زین

العابدین شمسی اور استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد اسلم بستوی علیہم الرحمۃ جیسے صاحبانِ علم و فضل کی بارگاہ میں رہ کر شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہیں سے بورڈ مولوی کا امتحان، جی آئی سی کالج فیض آباد سینٹر پر امتحان دے کر سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔

بعدہ مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے بذات خود از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور حاضر ہو کر جماعت رابعہ میں داخلہ لیا اور دیار حافظ ملت میں 6 سال اکتساب فیض کیا۔ اور ہر سال اپنی جماعت میں ایک نمبر پوزیشن سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ سن 1985ء میں عرس حافظ ملت کے پر مسرت موقع پر ایک نمبر پر دستار فضیلت اور دستارِ قرات سبعہ سے نوازے گئے۔

اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ کرام کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:

(1) بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی

(2) شیخ القرآن علامہ عبداللہ خان عزیزی

(3) محدث جلیل حضرت علامہ الشاہ عبدالشکور مصباحی صاحب مدظلہ العالی

(4) نصیر ملت حضرت علامہ مولانا نصیر الدین رضوی مصباحی

(5) سراج الفقہا محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین مصباحی رضوی برکاتی دامت فیوضہم

(6) حضرت قاری ابوالحسن صاحب قبلہ زید شرفہ۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان اشہر رضوی اور اشرف الفقہا حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف نوری رضوی علیہما الرحمہ کی طلب پر حضور بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی نے شیخ المعقولات کے عہدہ پر دار العلوم امجد یہ (گانجہ کھیت، ناگ پور مہاراشٹر) بھیجا۔ وہاں تقریباً ایک سال آپ طالبان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔ وہاں کی آب و ہوا راس نہ آنے کے سبب اپنے واپس وطن آ گئے۔ پھر آئندہ سال قاضی شریعت علامہ شفیع صاحب قبلہ مبارک پوری (ناظم اعلی جامعۃ اشرفیہ، مبارک پور) نے استاذِ گرامی شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خان عزیزی کی خدمت میں دار العلوم علیمیہ ،جمداشاہی بھیجا۔ وہاں آپ کی تقرری تدریس وافتا کے لئے ہوئی۔ اور درس نظامی کی مطول اور منتہی کتب (مثلا بیضاوی شریف، مدارک التنزیل، ترمذی شریف اور شرح ھدایۃ الحکمت ،ملا حسن) آپ کے زیر درس رہیں۔ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی میں آپ کا قیام 1986ء کے اواخر سے اپریل/1995ء تک رہا اس وقت دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی دور شباب پر تھا۔ پھر اس کے بعد 1995ء ہی میں ضلع گونڈہ بلرام پور کی مرکزی دانش گاہ جامعہ انوار العلوم تلسی پور میں شیخ

الحدیث کے عہدہ پر آپ کا تقرر ہوا۔ اس وقت سے اب تک اسی درس گاہ میں خدمت درس وافتاء میں مصروف ومامور ہیں۔

ارشدتلامذہ:

استاذ العلما ، عمدۃ المدرسین حضرت علامہ مفتی عبد السلام رضوی مد ظلہ العالی کی درس گاہ سے علم وفضل کے ایسے آفتاب وماہتاب پیدا ہوئے جن کے فیضان سے آج درس گاہیں آباد ہیں۔ تلامذہ کی تعداد کثیر ہے چند ارشد اور ممتاز تلامذہ کی فہرست درج ذیل ہے۔

(1) استاذ العلما حضرت علامہ مفتی شبیر احمد رضوی مصباحی (شیخ الحدیث: دارا لعلوم فیضان اشفاق، جاجولائی، ناگور راجستھان)

(2) حضرت علامہ مولانا بیت اللہ رضوی (پرنسپل: الجامعۃ الغوثیہ، اترولہ یوپی)

(3) استاذ العلما، ادیب شہیر حضرت علامہ ڈاکٹر انوار احمد بغدادی (پرنسپل: جامعہ علیمیہ، جمداشاہی ضلع بستی، یوپی)

(4) استاذ العلما حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی (استاذ و مفتی جامعہ علیمیہ، جمداشاہی ضلع بستی، یوپی)

(5) ماہر درسیات استاذ العلما حضرت علامہ مفتی نظام الدین علیمی مصباحی (استاذ و مفتی جامعہ علیمیہ، جمداشاہی ضلع بستی، یوپی)

(6)حضرت علامہ مولانا امان حسن (استاد : جامعہ انوار القرآن، بلرام پور ضلع گونڈہ)

فتویٰ نویسی:

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبد السلام صاحب قبلہ رضوی مصباحی دام ظلہ النورانی جہاں ایک بہترین تجربہ کار مدرس ہیں وہیں فقہ وافتاء میں بھی آپ کو خاصی صلاحیت اور مہارت حاصل ہے اور نقل فتاویٰ اور فتویٰ نویسی کا کام آپ نے دوران تعلیم ہی شروع کر دیا تھا چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

" سنہ 1983-1984ء میں ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں فقیر شارخ بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں نقل فتاویٰ اور مشق افتا کرتا تھا۔ اور بعد نماز عصر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہو کر موجودہ مسائل پر گفت وشنید کرتا تھا۔" یعنی حضور شارح بخاری قدس سرہ کی نوازشات مکمّل طور پر رہیں اور حضرت کی دعائیں رنگ لائیں۔ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی کے دوران تدریس آپ کے پاس دار الافتاء میں جو استفتاء آتے آپ ان کا شرعی حل فرماتے۔

فتاویٰ رضویہ کی اشاعت میں آپ کا کردار:

1983ھ میں حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی

نے فتاویٰ رضویہ کی پروف ریڈنگ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کارِ اہم کی ذمہ داری حضرت علامہ مفتی عبد السلام صاحب قبلہ اور اپنے شہزادے حضرت مولانا شکیب ارسلان نور اللہ مرقدہ کے ذمہ لگائی۔ لہذا حضرت مفتی عبد السلام صاحب اور مولانا شکیب ارسلان صاحب دونوں حضرات اوقات درس کے علاوہ خارجی وقت میں اس اہم کام کو سرانجام دیتے۔ حتی کے رمضان المبارک کی تعطیل کلاں میں حضرت بحر العلوم نے اس کام کے لئے آپ کو اپنے گھر روک لیا اور اس طرح فتاویٰ رضویہ کی دو جلدوں کا کام مسودہ، مبیضہ اور پروف ریڈنگ کا کام اختتام پذیر ہوا اور جلد ششم اور ہفتم منظر عام پر آئیں۔

اوصاف وکمالات:

حضرت مفتی عبد السلام رضوی مد ظلہ العالی کو اللہ جل وعلا نے متعدّد اوصاف وکمالات سے نوازا ہے۔ اصاغر نوازی اور عاجزی وانکساری میں اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت مولانا کمال احمد علیمی زید مجدہ آپ کے اوصاف وکمالات اور اخلاق وکردار کو اپنے ایک مضمون میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: "پیکر علم وعمل، مخدوم گرامی، میرے دادا استاذ، حضرت علامہ مفتی عبدالسلام صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ ان علمائے کرام میں سے ہیں جو صحیح معنوں میں وارثین انبیا

کہلانے کے مستحق ہیں۔ وراثت نبوی کے جو بھی تقاضے ہیں آپ سب حضرت مفتی صاحب کی ذات میں موجود پائیں گے، علم کے ساتھ شوق عمل، علمی برتری کے ساتھ تواضع و انکساری، بڑکپن کے ساتھ خورد نوازی، منصب جلیل کے ساتھ خوش اخلاقی، علم و فضل میں جاہ و جلال کے ساتھ خندہ روئی یہ سب ایسی باتیں ہیں جو کم ہی کسی کے اندر یک جا ہوتی ہیں، مفتی صاحب قبلہ اس خصوص میں ممتاز ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ ایک سیدھے سادے بے ضرر انسان ہیں، آج تک میری دانست میں آپ سے کسی کو کوئی ضرر نہیں پہنچا ہے، آپ کی سادگی میں علم و عمل کا حسن اور آپ کی خاکساری میں بزرگوں کا جمال و جلال پایا جاتا ہے، نہایت مخلص، ملنسار اور کشادہ قلب ہیں۔ کئی بار ملاقات کا شرف حاصل ہے، جب بھی ملتے ہیں دل سے ملتے ہیں، تصنع سے دور، بناوٹ سے نفور، خود میں مسرور رہتے ہیں، ناچیز پر بڑی شفقت رہتی ہے، اکثر میری علمی کاوشوں کی تعریف کر کے حوصلہ افزائی کرتے ہیں، کہیں کہیں ازراہ عنایت کچھ زیادہ ہی کرم فرما دیتے ہیں، میں دل میں شرمندگی محسوس کرتے ہوئے رب سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس لائق بنادے کہ حضرت کے تعریفی کلمات مجھ پر صادق آسکیں۔ کئی بار بلرام پور شہر میں واقع حضرت کے دولت خانے پر اہل و عیال کے ساتھ بھی

جانے کا اتفاق ہوا، حضرت نے بے حد شفقت فرماتے ہوئے ناچیز کو اپنے خانوادے کا ایک فرد سمجھا۔ حضرت کے صاحب زادے عزیز القدر مولانا حسان علیمی علیمیہ جمدا شاہی بستی میں زیر تعلیم ہیں، ان کے واسطے سے حضرت سے ہمارا رشتہ مزید مضبوط ہوتا ہے۔"

موصوف آپ کی علمی خدمات کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں "دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی میں آپ نے ایک عرصے تک تدریس وافتا کے فرائض انجام دیے ہیں، حضور شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خان عزیزی آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے، اسی لئے جب پہلی بار علیمی دارالافتا کا قیام عمل میں آیا تو آپ کو صدر مفتی کا منصب جلیل شیخ القرآن نے عطا فرمایا، گویا آپ علیمیہ جمدا شاہی کے پہلے باضابطہ مفتی ہیں، مفتی صاحب قبلہ نے اپنے اس عہدے کا بھرم رکھا، محنت ومشقت کے ساتھ کارہائے افتا انجام دیے، سیکڑوں فتاوی لکھے، ساتھ ہی تدریسی امور میں بھی آپ بے نظیر تھے، آپ ان چند اساتذہ میں سے ہیں، جنھوں نے مدرسہ علیمیہ کو دارالعلوم علیمیہ بنایا، آج چمن علیمی کا ہر گل وغنچہ آپ کے فضل واحسان اور منت وکرم کی قصیدہ خوانی کرتا ہے. اپنی حیات طیبہ کے تقریبًا نو سال آپ نے مادر علمی علیمیہ کو عنایت فرمائے، اس دوران آپ جمدا شاہی اور قرب وجوار میں ایک متبحر مفتی، بے نظیر مدرس اور انقلابی مقرر کی حیثیت سے معروف

رہے، یہ آپ کی تدریسی زندگی کا زریں دور تھا۔

پھر مشیت الٰہی سے ۱۹۹۵ء میں اپنے آبائی وطن سے قریب مشہور قصبہ اور بازار تلسی پور میں واقع جامعہ انوار العلوم میں بحیثیت مدرس و مفتی تشریف لے گئے، اور تاحال وہیں پر اپنا علمی فیضان لٹا رہے ہیں۔ حضرت کے عظیم کارناموں میں فتاوٰی رضویہ قدیم کی چھٹی، ساتویں جلد کی تسوید، تبییض اور تصحیح ہے جو آپ نے حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب کی نگرانی میں کیا، امت مسلمہ پر یہ آپ کا عظیم احسان ہے، علاوہ ازیں ہزاروں فتاوی آپ کی فقہی صلاحیت وصلابت کی روشن دلیل ہیں، کاش یہ فتاوی مرتب ہوکر منظر عام پر آجاتے تو یہ جہان فقہ وافتا میں ایک گراں قدر اضافہ ہوتے۔ حال ہی میں حضرت کی سرپرستی اور آپ کے صاحب زادے مولانا حسان علیمی کی نگرانی میں ایک عظیم الشان نسواں ادارے کی بنیاد حضرت گلزار ملت کے دست اقدس سے رکھی گئی ہے، یہ ادارہ شہر بلرام پور میں حضرت کے گھر کے پاس ہی زیر تعمیر ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس میں بچیوں کی تعلیم و تدریس کا آغاز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ کرم ہم سب پر دراز فرمائے اور آپ کے علمی فیضان سے ہمیں سرفراز فرمائے ۃ آمین! بجاہ سید المرسلین۔"

شرف بیعت وارادت:

اپنے مرید ہونے کا واقعہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں: سنہ 1978ء میں حضرت مفتی زین العابدین شمسی کے شہزادے حضرت حافظ شریف الحسن صاحب کے ہمراہ بریلی شریف میں حاضر ہوا۔ غالبًا جمعہ کا دن تھا مسجد رضا میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں آپ کے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوا اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ دیکھا کہ جو مرید ہوتا وہ حضرت کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرتا۔ میرا چونکہ زمانہ طالب علمی کا دور تھا اور جیب میں پیسے کم تھے۔ سوچا میں بھی کچھ پیش کروں تب تک محمد ایوب صاحب نے سو روپے نذرانہ حضرت کو پیش کر دیا۔ اور ان پیسوں کو سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے میرے ہاتھوں میں رکھ دیئے۔ میں نے معذرت کی تو حضور نے فرمایا کہ ابھی رکھ لو جب مدینہ جانا تو میرے نام سے خیرات کر دینا۔ حضور کے انھیں بافیض جملوں کا اثر ہے کہ بار بار مدینہ طیّبہ کی حاضری ہو رہی ہے۔

حج وعمرہ:

پہلی مرتبہ 1996ء میں آپ دام ظلہ العالی بمع اہل وعیال زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضر ہوئے اور اسی سال منیٰ میں تاریخی آگ لگی تھی جس سے ستر ہزار خیمے خاکستر ہو گئے تھے۔ اور آپ کا سامان بھی اس میں جل کر راکھ ہو گیا

تھا۔ لیکن قرآن پاک جو کہ اسی سامان میں تھا محفوظ رہا اور آج تک محفوظ ہے۔ دوسرا حج آپ نے 2015ء میں اپنی اہلیہ کے ساتھ کیا۔ پہلے حج میں حاضری مدینہ منورہ کی سعادت آپ کو حج کے بعد ملی جبکہ دوسرے حج میں پہلے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا بعدہ حج کے ارکان ادا کئے۔

بحمد اللہ جل مجدہ اب تک حضور مفتی صاحب قبلہ کو تیرہ مرتبہ عمرہ کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ مسلسل چھ سال 22 شعبان المعظم کو مکۃ المکرمہ حاضری نصیب ہوتی۔ 2/رمضان المبارک کو عمرہ کی سعادت حاصل کر کے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں ادا کرتے پھر بارہ رمضان المبارک کو سرکار ﷺ کی بارگاہ سے الوداعی سلام کرتے ہوئے اپنے وطن ہندوستان کو واپس ہوتے۔ اور انھیں ایام میں حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری قدس سرہ کے پیچھے دار الہجرۃ میں تراویح کی نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی۔ اور بعد عصر درس حدیث میں شریک ہوتے اسی موقع پر اپنی اہلیہ اور بڑی بچی عارفہ کو حضور تاج الشریعہ سے داخل بیعت بھی کروایا۔

خلافت واجازت:

خلافت واجازت کے بابت قبلہ مفتی صاحب دام ظلہ العالی فرماتے ہیں:

حضور مفتی اعظم راجستھان، بابائے قوم وملت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی نور اللہ مرقدہ مجھ پر بہت کرم فرماتے۔ بہت پہلے باسنی، کوٹہ اور جودھپور کے کئی اجلاس میں حضور بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی قدس سرہ کے ساتھ سرکار مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ سے شرف لقاودعا حاصل ہوا تھا۔ حضرت کے ایما پر دارا العلوم صوفیہ حمیدیہ، گاندھی چوک، ناگور راجستھان میں بحیثیتِ مدرس میں نے اپنے بھتیجے قاری عبدالوحید (بانی دار العلوم فیضان اشفاق، ناگور شریف) کو بھیجا۔

حضرت مفتی اعظم راجستھان کی دعاؤں سے دار العلوم صوفیہ حمیدیہ نے تعلیمی میدان میں بے پناہ شہرت حاصل کی طالبان علوم نبویہ کا جم غفیر ٹوٹ پڑا۔ چار سال میں ہوشمند طلبہ کا گروہ تیار ہوا۔ لیکن کچھ نامساعد حالات پیدا ہوئے تو میرے بھتیجے حضرت قاری عبدالوحید صاحب قبلہ نے دارالعلوم فیضانِ اشفاق کی بنیاد حضور بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی اور سرکار مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی اجملی نور اللہ مرقدہ نے کے ہاتھوں رکھوائی۔ اسی وقت کئی کرامتیں حضور مفتی اعظم راجستھان کی ظاہر ہوئیں۔ انہیں میں سے ایک کرامت یہ ہوئی کہ دار العلوم فیضان اشفاق نے چند ہی سالوں میں تعلیمی اور تعمیری کاموں میں حیرت انگیز ترقی کی۔

مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ سرکار مفتی اعظم راجستھان مجھ پر بے پناہ کرم واحسان فرماتے جامعہ اسحاقیہ کے سالانہ اجلاس اور ربیع النور شریف کے جلسوں میں حضرت نے کئی مرتبہ کرم فرماتے اور خطاب کے دوران کئی مرتبہ ممبر پر جلوہ فرما رہتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت کے حجرہ خاص میں کئی مرتبہ مولانا عالمگیر رضوی مصباحی صاحب کے ساتھ حاضری ہوئی۔ چند مسائل پر گفتگو ہوئی حضرت بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

دار العلوم فیضان اشفاق ناگور شریف، راجستھان کے سالانہ جشن غوث الوریٰ کے پربہار موقع پر علماء ومشائخ کی موجودگی میں سرکار مفتی اعظم راجستھان ،اشفاق العلماء علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ علاوہ ازیں آپ کو محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ اعظمی صاحب نے جامعہ اہل سنت فخر العلوم کے سالانہ اجلاس میں تحریری خلافت نامہ عطا فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ حضرت مولانا سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی زید شرفہ نے عرس مسولی کی پروقار تقریب میں علماء ومشائخ کی موجودگی میں آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حزب البحر اور دلائل الخیرات کی اجازات:

شیخ الحدیث حضرت علامہ شاہ مفتی عبد السلام قادری رضوی مصباحی مدظلہ

العالی کو متعدّد علماء ومشائخ عظام سے حزب البحر، دلائل الخیرات اور دیگر اوراد و وظائف کی اجازت حاصل تھی۔ محلہ رکھیال، احمد آباد گجرات میں دس روزہ محرم الحرام کے پروگرام کے موقع پر صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ صوفی شبیر احمد بارہ بنکوی نے اپنی خانقاہ میں بروز عاشورہ دعاے حزب البحر اور دلائل الخیرات کی تحریری اجازت سے نوازا۔

فقہی سیمیناروں میں شرکت:

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبد السلام صاحب قبلہ رضوی مصباحی زید شرفہ ومجدہ نے کئی فقہی سیمیناروں میں شرکت فرمائی۔ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فقہی سیمینار میں مسلسل آٹھ سال شرکت فرمائی۔ اور دار العلوم نوری، اندور مدھیہ پردیش، دارالعلوم قادریہ پونہ مہاراشٹر کے کئی فقہی سیمیناروں میں آپ نے مقالات تحریر فرمائے اور حسب ضرورت بحثوں میں بھی حصہ لیا۔

[مذکورہ تمام مواد صاحب تذکرہ نے از خود لکھ کر بندہ ناچیز کو عطا فرمایا۔]

(15) یادگار اسلاف حضرت علامہ مفتی عبد السلام قادری رضوی اٹکوی

(بانی: دار العلوم غوثیہ منظر اسلام، واہ کینٹ باہتر موڑ، پنجاب پاکستان)

ولادت باسعادت:

حضرت علامہ مفتی عبد السلام قادری رضوی مد ظلہ النورانی کی ولادت باسعادت ۱۰ مئی/۱۹۶۳ء کو صوبہ پنجاب پاکستان کے گاؤں چکڑہ بکڑا، واہ کینٹ ضلع اٹک میں ہوئی۔

خاندانی پس منظر:

آپ کی پیدائش ایک دینی و مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ چونکہ ابتدا ہی سے دینی و مذہبی ماحول میسر آیا اس واسطہ آپ بچپن ہی سے نماز وروزہ اور تلاوت قرآن پاک کرنے کے عادی تھے۔ آپ کی شخصیت اپنے خاندان اور اہل علاقہ کے درمیان شروع ہی سے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی عربی فارسی کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور ساتھ ساتھ میڈل تک دنیوی تعلیم بھی حاصل کی۔ بعدہ درس نظامی کے لئے اپنے علاقے کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ رضویہ انوار العلوم میں داخلہ لیا اور تمام کتب

درسیہ بمع دورہ حدیث شریف اسی ادارے سے پڑھ کر ۱۹۹۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔ نیز درس نظامی کے دوران ہی میٹرک ادیب عربی، عالم عربی اور فاضل عربی کے امتحانات پاس کئے۔ اسی دوران دورہ تفسیر القرآن جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال میں شیخ القرآن علامہ پیر سید زبیر شاہ صاحب سے مسلسل دوسال پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

اساتذہ وشیوخ:

جامعہ رضویہ انوار القرآن میں جن اساطین علم وفضل کی بارگاہ میں آپ نے زانوے تلمذ طے کیا ان کے اسماء مبارکہ درج ذیل ہیں:

(۱) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی (برہ زئی)

(۲) شیخ الفقہ حضرت علامہ مفتی محمد نعمان غور غشتی مدظلہ العالی والنورانی

(۳) استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد سردار علی خان صاحب سیالوی

(۴) استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا ایوب خان صاحب دام ظلہ (شیخ الحدیث دار العلوم غوثیہ منظر اسلام واہ کینٹ)

درس وتدریس:

۱۹۹۰ء میں فراغت کے بعد ۱۹۹۷ء تک جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ میں ہی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ نیز دوران تعلیم ہی مختلف

مساجد میں خطبہ جمعہ کا سلسلہ رہا۔ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۷ء تک جامع مسجد قمر الاسلام ۲ ایف واہ کینٹ پھر ۲۰۰۵ء تک مرکزین جامع مسجد کھوٹہ میں پھر ۲۰۰۵ء سے ۲۰۲۰ء تک دوبارہ جامعہ مسجد قمر الاسلام واہ کینٹ اور ۲۰۲۱ء کی ابتدا سے اب تک جامعہ خدیجۃ الکبریٰ نیوسٹی فیز ۲ واہ کینٹ میں خطبہ جمعہ کا سلسلہ جاری ہے۔

دینی وملی خدمات:

۱۹۹۷ء میں آپ دامت برکاتہم العالیہ کھوٹہ میں تشریف لائے اور تقریباً آٹھ سال آپ کا یہاں قیام رہا۔ جس زمانہ میں آپ کی یہاں آمد ہوئی اس وقت یہاں اہل سنت وجماعت کا کوئی قابل ذکر ادارہ نہیں تھا۔ لہذا آپ نے یہاں مسجد سے ملحق ہی جامعہ غوثیہ کی داغ بیل ڈالی۔ جہاں سے شعبہ حفظ قرآن و تجوید اور درس نظامی کا آغاز کیا گیا۔ تحصیل بھر سے تشنگان علوم نبویہ جوق در جوق یہاں تشریف لانے لگے اس طرح قلیل عرصہ میں جامعہ غوثیہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اور کثیر طلبہ کرام یہاں سے حفظ قرآن اور درس نظامی سے فراغت حاصل کر کے ملک وبیران ملک میں دینی وملی خدمات انجام دینے میں سرگرم عمل ہیں۔ نیز اسی دوران آپ دام ظلہ نے کھوٹہ اور اس کے گردونواح میں متعدّد مساجد اور مکاتب کا بھی افتتاح فرمایا۔

دارالعلوم غوثیہ منظراسلام کاقیام:

سنہ ۲۰۰۵ میں واہ کینٹ باہتر موڑ میں آپ دام ظلہ العالی نے اپنی ذاتی دو کنال زمین پر دار العلوم غوثیہ منظر اسلام و جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات کی بنیاد رکھی۔ جس کی سنگ بنیاد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا سلطان محمود دریوی نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ جہاں سے سالہاسال سیکڑوں حفاظ وعلماءاور عالمات فارغ ہوکر دینی خدمات سرانجام دینے میں مصروف عمل ہیں۔

زیارت حرمین شریفین:

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی عبدالسلام قادری مدظلہ النورانی نے سنہ ۲۰۱۲ میں اپنی بڑی ہمشیرہ کے ساتھ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادت حاصل کی۔

بیعت وارادت:

آپ دام ظلہ العالی نے وقت کے عظیم ولی اور مرد درویش شیخ طریقت سیدی امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطآر قادری رضوی ضیائی دامت فیوضہم القدسیہ کے دست بابرکت پر شرف بیعت حاصل کی۔

تصنیف وتالیف:

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی جہاں تدریسی وتعمیری خدمات لائق صد تحسین

ہیں وہیں آپ کی تصنیفی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ کئی ایک موضوعات وعناوین پر آپ دام ظلہ نے خامہ فرسائی کی ہے۔(۱) اسلام میں نماز کی اہمیت و فضیلت (۲) شراب کی حرمت (۳) اسلام میں داڑھی کی اہمیت (۴) زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت (۵) خاتم النبیین وکفریات قادیانیت (۶) تعدیل صحابہ قرآن وحدیث اور اقوال اکابرین کی نظر میں

اولادو امجاد:

حضرت مفتی عبد السلام صاحب قادری مدظلہ کے چار صاحبزادگان اور دو صاحبزادی ہوئی ہیں۔ شہزادگان میں سب سے بڑے حضرت مولانا مفتی محمد بلال رضا قادری مدنی ہیں (جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی سے درس نظامی کرنے کے بعد مفتی دعوت اسلامی فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خاں عطاری مدنی دام ظلہ کی سرپرستی میں جامعۃ المدینہ لاہور سے مفتی کورس کرنے کے بعد دار الافتاء اہل سنت دعوت اسلامی گوجرانوالہ میں فتویٰ نویسی کرتے ہیں)

دوسرے صاحبزادے محترم انس رضا قادری ہیں جو دارالعلوم کی ذمہ داریوں کو سرانجام دے رہے ہیں۔ جبکہ منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ضیاء السلام قادری مدنی زید مجدہ جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی سے درس نظامی کرنے کے بعد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد حسان عطاری مدنی مدظلہ النوارانی کی زیر

نگرانی فیضان مدینہ کراچی سے دو سالہ تخصص فی الحدیث کرنے کے بعد اب دار العلوم غوثیہ منظر اسلام واہ کینٹ میں نظامت و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور چھوٹے صاحبزادے محترم محمد ابو بکر قادری زید مجدہ جامعۃ المدینہ واہ کینٹ میں زیر تعلیم ہیں۔ جبکہ دونوں صاحبزادیاں بھی درس نظامی مکمل کورس کرنے کے بعد درس و تدریس میں مصروف و مشغول ہیں۔ الغرض یہ کہ آپ کی تمام اولاد ''الابن سر لابیہ'' کی سچی مصداق ہے۔

اپنے تلامذہ اور متعلقین کے لئے چند نصیحتیں:

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی عبد السلام قادری رضوی مد ظلہ العالی اپنے جملہ تلامذہ متعلقین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: دور حاضر میں جب کہ اسلام بالخصوص اہل سنت و جماعت پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ اعمال تو اعمال عقائد و ایمان کی حفاظت انتہائی مشکل ہو چکی ہے۔ انسان کی نجات عقائد اہل سنت پر کاربند رہنے پر ہی مضمر ہے۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی اور مجدد الف ثانی علیہما الرحمہ کی تعلیمات و تحقیقات ہی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور حرف آخر ہیں۔ لہذا عوام اہل سنت سے گزارش ہے کہ تعلیمات اعلیٰ حضرت پر کاربند رہیں اور اپنے عقائد کی حفاظت کریں۔ نیز بد عقیدہ لوگوں سے ہمیشہ اجتناب کریں۔ اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالی علیہم

اجمعین اور جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت و عقیدت کو لازم پکڑیں۔ اور ہر وہ شخص جو ان دو میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی کسی قسم کی بدعقیدگی رکھے یا توہین والا لہجہ اپنائے چاہے وہ بڑے سے بڑا پیر یا شیخ الحدیث ہی کیوں نہ ہو اس سے ہمیشہ کے لئے دور رہیں۔

[مذکورہ تمام مواد صاحب تذکرہ کے صاحب زادہ عزیزم مولانا محمد ضیاء السلام قادری مدنی زید مجدہ نے بندہ ناچیز کو عطا فرمایا۔]

(16) پیکر علم وعمل حضرت مولانا عبدالسلام رضوی مہواکھیڑوی مدظلہ العالی

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا عبدالسلام رضوی مدظلہ العالی والنورانی کی ولادت باسعادت ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۳ء میں بروز سہ شنبہ کو ہوئی۔ لیکن کاغذات میں ۷/ستمبر ۱۹۵۲ء مرقوم ہے۔ والد مرحوم کا اسم گرامی محمد شفیق اور والدہ مرحومہ کا اسم گرامی حمیدن ہے۔

جائے ولادت مہواکھیڑہ گنج ہے یہ بستی پہلے صوبہ اترپردیش ضلع نینی تال میں تھی اور اب اس کا شمار صوبہ اتراکھنڈ ضلع اودھم سنگھ نگر میں ہوتا ہے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم، قرآن مجید ناظرہ اور معمولی اردو نوشت وخواند اپنی ہی بستی کے ایک گھریلو مدرسے میں ہوئی۔ یہیں پر حمد باری کے کچھ اسباق پڑھے۔ اس کے بعد آپ کے والد گرامی نے استاذ العلما، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ کے وطن مالوف جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم قصبہ بھوج پور ضلع مرادآباد میں آپ کا داخلہ کرایا۔ اور فارسی کی پہلی سے بخاری شریف تک مکمل تعلیم آپ کی اسی ادارہ میں ہوئی۔

حضرت مفتی محمد یامین صاحب معصوم پوری (سابق استاذ و مفتی جامعہ حمیدیہ بنارس) آپ کے رفیق درس رہے۔ آپ دونوں حضرات نے پورا تعلیمی سفر استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد رفیق صاحب مصباحی ڈھکیاوی کے زیر سایہ طے کیا۔ کافیہ تک حضرت مولانا منیر احمد جس پوری بھی ساتھ رہے۔ لیکن اس کے بعد وہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ چلے گئے تھے۔

اس مدت تعلیم میں جن علمائے کرام نے آپ کے امتحانات لئے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ، استاذ العلما حضرت علامہ مولانا محمد یونس نعیمی، سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی (سابق صدر المدرسین جامعہ نعیمیہ مرادآباد)۔ اور آخری جماعت کا امتحان عمدۃ الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اعظم صاحب رضوی مدظلہ العالی سابق شیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف نے لیا۔

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں حضور حافظ ملت اور بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہما الرحمہ نے دستار بندی فرمائی۔

مشق افتا:

جس سال آپ کی دستار فضیلت ہوئی اسی سال آپ کے استاد محترم حضرت

مفتی محمد رفیق صاحب سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے آستانے سے متّصل ''رضا مسجد'' میں تراویح پڑھانے کے لئے بریلی شریف تشریف لے گئے۔ اور پھر بریلی شریف ہی میں رہ گئے اور دار العلوم مظہر اسلام میں استاد مقرر کئے گئے۔ اور رضا مسجد میں آپ کو امامت و خطابت کے فرائض بھی سپرد کر دیئے گئے۔ حضرت مفتی صاحب کے مشورے پر آپ اور آپ کے رفیق درس حضرت مولانا مفتی محمد یامین صاحب معصوم پوری بغرض تمرین افتا بریلی شریف میں حاضر ہوئے۔

اور یہاں رضوی دار الافتا میں حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب رضوی مد ظلہ العالی کی نگرانی میں افتا کی مشق کی اور ساتھ ہی دار العلوم مظہر اسلام میں بخاری شریف کے درس میں بھی شرکت کی۔ اس وقت صدر الشریعہ کے تلمیذ رشید، یادگار اسلاف، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ الحاج مفتی مبین الدین محدث امروہوی یہاں بخاری شریف پڑھاتے تھے۔ بخاری شریف کا امتحان شمس العلما، مصنف قانون شریعت قاضی شمس الدین جعفری جونپوری علیہ الرحمہ نے لیا، اور بخاری شریف کی آخری حدیث حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن رئیس اعظم اڑیسہ نے پڑھائی۔

اور حضور مجاہد ملت نے آپ کی پوری جماعت کو روایت حدیث کی اجازت

بھی مرحمت فرمائی۔ ختم بخاری شریف کی تقریب سعید شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں منعقد ہوئی۔

دوسرے سال بھی مشق افتا کے ساتھ ساتھ بعض کتب کے اسباق میں شرکت کی۔ حاجی مبین الدین صاحب سے میبذی، صدر العلماعلامہ تحسین رضا خان محدث بریلوی سے ملاحسن اور حضرت مفتی محمد اعظم صاحب مدظلہ العالی سے شرح معانی الآثار پڑھی۔ بریلی شریف کے قیام ہی کے دوران الہ آباد بورڈ سے عالم کا امتحان پاس کیا، اور فاضل دینیات اور فاضل طب کے امتحانات جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں تدریس کے زمانے میں پاس کئے۔

تدریسی خدمات:

حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رضوی ایک اچھے اور منجھے ہوئے مدرس ہیں۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ تدریس میں گزرا۔ اگست ۱۹۷۴ء سے آپ دام ظلہ العالی نے تدریس کا آغاز فرمایا اور تاحال جاری وساری ہے۔ جن مدارس میں آپ نے درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے ان کے اسمادرج ذیل ہیں:

(۱) مدرسہ گلشن غوثیہ، رام نگر، ضلع نینی تال، اتراکھنڈ

(۲) مدرسہ ہدایت العلوم، مہوا کھیڑہ گنج، ضلع اودھم سنگھ نگر، اتراکھنڈ

(۳) مدرسہ مصطفائیہ، ٹنکاریہ، ضلع بھڑوچ، گجرات

(۴) مدرسہ مفتاح العلوم، جامع مسجد، رام نگر،، ضلع نینی تال، اترا کھنڈ
(۵) مدرسہ مدینۃ العلوم، محلہ تیلیان، شہر چورو، راجستھان
(۶) جامعہ نوریہ رضویہ، محلہ باقر گنج، بریلی شریف۔

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں جون ۲۰۱۵ء میں آپ کی مدت ملازمت پوری ہوئی اس کے بعد سے تاحال ''امام احمد رضا اکیڈمی'' بریلی شریف میں قائم ادارہ جامعۃ الزہرا میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ نوریہ رضویہ کے بعد سب سے زیادہ آپ کا قیام مدرسہ مدینۃ العلوم چورو، راجستھان میں رہا جس کی مدت تقریباً گیارہ سال ہے۔ جب آپ دامت برکاتہم القدسیہ وہاں سے رخصت ہوکر اپنے وطن تشریف لائے تو مدرسہ کے اراکین اور مدرسین نے بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔ مدرسہ میں الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا اور آپ کو سپاس نامہ پیش کیا گیا۔

بیعت وخلافت:

جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوج پور میں تعلیم کے دوران حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ نے استاذ الاساتذہ، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس واسطہ سے حضور صدر الشریعہ آپ کے دادا پیر اور سید ناسرکار اعلیٰ

حضرت محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ آپ کے پر دادا پیر ہوئے۔

دس/گیارہ سال پہلے بریلی شریف میں محلہ باقر گنج میں ایک جلسہ کا انعقاد ہوا تھا۔ جس میں بلگرام شریف سے شہزادہ حضور طاہر ملت حضرت مولانا شاہ سید سہیل میاں بلگرامی مد ظلہ العالی تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر آپ دام ظلہ العالی حضرت سید صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ اسی ملاقات میں حضور شاہ سید سہیل میاں دام ظلہ العالی نے آپ کو بغیر طلب کئے اپنے سلسلہ کی اجازت و خلافت سے نوازا۔ اور خلافت نامہ بھی عطا فرمایا اور ساتھ ہی ایک عمامہ شریف بھی عنایت فرمایا۔ علاوہ ازیں نبیرہ استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی نے بھی آپ کو جامعہ نوریہ میں اپنی اجازت و خلافت سے نوازا۔

نام کے ساتھ "رضوی" لکھنے کی وجہ:

اپنے نام کے ساتھ "رضوی" لکھنے کی وجہ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ: "میں نے اپنے نام کے ساتھ "رضوی" لکھنا بیعت سے پہلے ہی اس وقت شروع کر دیا تھا جب کہ مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ رضوی کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ مدرسے میں بہار کے ایک طالب علم تھے جن کا نام انصار تھا۔ وہ اپنے نام کے ساتھ "رضوی" لکھتے تھے۔ انھیں کو دیکھ کر میں نے بھی اپنے نام کے

ساتھ ''رضوی'' لکھنا شروع کر دیا۔ کام اگرچہ ناسمجھی میں ہوا لیکن اچھا ہوا۔ خدائے تعالیٰ اس نسبت کی برکتوں سے ہم تمام کو مالا مال فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ۔''

قلمی خدمات:

آپ کا اصل میدان عمل تو تدریس ہی رہا لیکن تحریری کام سے بھی کچھ نہ کچھ شغف رہا چند مستقل کتابیں بھی آپ کے قلم سے معرض وجود میں آئیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(1) گلہائے رنگارنگ:

یہ رسالہ آپ نے حضرت حافظ الحاج محمد ثناء اللہ خطیبی کے عقد مسنون کے موقع پر ترتیب دیا تھا جس میں نکاح کے تعلق سے مضامین مندرج ہیں۔ اس میں رئیس التحریر علامہ ارشد القادری اور علامہ بدر القادری علیہما الرحمہ کے گرانقدر مضامین بھی شامل ہیں۔ یہ رسالہ حافظ صاحب کے عقد نکاح کے وقت حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔

(2) دس بیویوں کی سچی کہانی:

ہمارے علاقے میں خواتین بڑی عقیدت سے ''دس بیویوں کی کہانی'' نام کی ایک کتاب پڑھتی ہیں۔ یہ ایک غیر مستند کتاب ہے لب ولہجہ ہی سے سمجھ

میں آتا ہے کہ یہ کسی رافضی کی ہے۔ لہذا خواتین کو اس سے بچانے کی غرض سے آپ دامت برکاتہم العالیہ نے ”دس بیویوں کی سچی کہانی“ تحریر فرمائی جو مستند روایات و واقعات اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہے۔ امام احمد رضا اکیڈمی سے شائع ہو چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کو گھر گھر عام کیا جائے تاکہ مستند مواد خواتین میں زیادہ سے زیادہ عام ہو۔

(3) حضرت مفتی محمد رفیق صاحب ڈھکیاوی: حیات و خدمات:

یہ کتاب آپ نے اپنے استاد گرامی رفیق العلما حضرت علامہ مفتی محمد رفیق صاحب قبلہ مصباحی کی حیات و خدمات پر ان کی زمانہ حیات ہی میں لکھی تھی۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ دام ظلہ العالی اپنے اساتذہ و شیوخ سے کس قدر محبت و مودت رکھتے ہیں۔

(4) پنج گنج کے فارسی حاشیہ کا ترجمہ:

یہ حاشیہ اس پنج گنج میں شامل ہے جو امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے۔

(5) حاشیہ گلستاں مسمی بہ ”معین طالباں“:

گلستاں مع حاشیہ ”معین طالباں“ کی اشاعت بھی ۱۴۴۳ھ/ ۲۰۲۲ء میں امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف سے ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ دام ظلہ

النورانی نے موقع بموقع درجنوں مضامین و مقالات تحریر کئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱)عطایا القدیر فی حکم التصویر کا تفصیلی جائزہ!(۲) عہد رضا میں وابستگان رضا کی صحافتی خدمات۔(۳) حسام الحرمین کا تعارف۔(۴)''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' رد قادیانیت میں ایک گراں قدر تصنیف۔(۵) کنزالایمان میں الفاظ کا حسن انتخاب۔(۶) اعلیٰ حضرت اور ادب الفاظ۔ مذکورہ مضامین میں اول تین مضامین مفصل و مطول ہیں۔ یہ تمام مضامین سالنامہ یادگار رضا میں شائع ہوئے ہیں جو مالیگاؤں سے شائع ہوتا ہے۔(۷)اعلیٰ حضرت کی علم تفسیر میں مہارت۔(۸)''اعلیٰ حضرت نے سیرت پر کوئی کتاب نہیں لکھی'' اس اعتراض کا جواب۔(۹)علامہ نقی علی خان اور فروغ علم میں ان کی مساعی جمیلہ۔(۱۰)خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا محمود جان جام جودھپوری۔(۱۱) حضرت بحر العلوم کی شان خطابت،(۱۲) حضور تاج الشریعہ کے بعض محاسن وکمالات۔ یہ تمام مضامین سالنامہ تجلیات رضا میں طبع ہوئے جو امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف سے شائع ہوتا ہے۔ (۱۳)امام احمد رضا کے عربی خطبات اور ان کے ادبی محاسن۔ (۱۴)رضا و نوری کے عبرت آموز واقعات۔[مطبوعہ: افکار رضا، ممبئی]۔(۱۵) حضرت مولانا حشمت علی بریلوی۔[مطبوعہ: جہان رضا، لاہور]۔(۱۶) ہدایت

البریہ کا تعارف۔[معارف رضا، کراچی]۔(۱۷) امام احمد رضا کا تقویٰ۔(۱۸) قند معانی۔(۱۹) امام احمد رضا اور کشف شبہات۔[مطبوعہ: ماہنامہ حجاز جدید، دہلی]۔ (۲۰) حضور حافظ ملت اور ایفاے وعدہ۔[مطبوعہ: ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور]۔(۲۱) آسمان فقاہت کا بدر کامل۔(۲۲) ذکر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ۔[مطبوعہ: رضائے مصطفےٰ، الجامعۃ القادریہ، رچھا اسٹیشن]۔(۲۳) امام علم وفن عظمت و تواضع کا مادہ اجتماع ۔[مطبوعہ : امام علم وفن نمبر ، کلیان مہاراشٹر]۔(۲۴) حضرت علامہ قمر الزماں: مفکر اسلام۔[مطبوعہ: تجلیات قمر،رضا اکیڈمی ممبئی]۔(۲۵) حضور صدر الافاضل کی تین عظیم الشان خدمات۔(۲۶) امام احمد رضا کی شدت اللہ کے لئے تھی۔(۲۷) امام احمد رضا اور خلق خدا کی حاجت روائی و دلجوئی۔ یہ آخری تین مضامین غیر مطبوع ہیں۔

شعروسخن:

حضرت مولانا عبد السلام صاحب قبلہ مد ظلہ العالی جہاں ایک بلند پایہ عالم دین، بے مثال مدرس اور محقق قلم کار ہیں وہیں آپ ایک زبردست روشن خیال اور خوش فکر نعت گو شاعر بھی ہیں۔ شاعری کی دنیا میں آپ کا تخلص ”ہنرؔ“ ہے۔ آپ دام ظلہ النورانی نے نثر کے ساتھ نظم میں بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ یوں تو شعر و شاعری کا شوق آپ کو پہلے ہی سے تھا۔ مگر دیار امام احمد رضا ”بریلی شریف“

آنے کے بعد اس شوق کو مزید تقویت ملی اور آپ نے اس میدان میں مزید کد و کاوش کی۔ بریلی شریف میں بزرگان دین کے اعراس میں طرحی مشاعروں کی سجنے والی محافل میں آپ دام ظلہ العالی مسلسل شرکت کرتے رہے۔

نمونہ کلام کے طور پر نعت و منقبت کے چند اشعار قارئین کی نذر کئے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نعت شریف، خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت صوفی محمد اقبال احمد نوری کے عرس سراپا قدس کے موقع پر ہونے والے طرحی مشاعرے کے لئے لکھی گئی تھی اور باضابطہ مشاعرہ کی بزم میں پڑھی بھی گئی۔ طرح مصرع یوں تھا "بھروسہ ہے گنہ گاروں کو آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت کا"۔

نہ ہوگا کوئی حاصل آخرت میں اس عبادت کا
نہ ہوگا جس پہ ٹھپہ جان ایماں کی محبت کا

اگرچہ اہل مکہ جانی دشمن تھے، مگر پھر بھی
تھا ان کو اعتراف، آقا کی سیرت کی طہارت کا

بڑی عبرت کی جا ہے، بو لہب ہے قعر ذلت میں
بلال با صفا کے سر سجا ہے تاج عزت کا

ہے نادانی کہ جرات بر معاصی اور یوں کہنا
بھروسہ ہے گنہ گاروں کو آقا کی شفاعت کا

ہیں لاکھوں آدمی عرفات میں اور ایک پوشش میں
ہے منظر کیا ہی دل افروز یہ کثرت میں وحدت کا

گھٹا پائے گا کیسے آپ کی مقبولیت کوئی
رضا تو نام ہے مقبول دربار رسالت کا

یہ نظم بھی صوفی اقبال نوری کے عرس سراپا قدس میں ہونے والے مشاعرے میں پڑھی گئی۔

سکون دل کی دولت ہوگی حاصل آزماؤ تو
درود پاک پڑھنا مشغلہ اپنا بناؤ تو

نکل آئے گا سورج عظمتوں کا گہن سے لیکن
مسلمانو! دلوں سے پردہ غفلت ہٹاؤ تو

تقرب ہے اگر مطلوب ، مطلوب حقیقی کا
خودی کے بت کو پہلے کعبہ دل سے ہٹاؤ تو

بڑا دعویٰ ہے تحقیق و تفحص کا تمہیں لوگو !
" نہ جانے کیا ہے "کچھ اس کی حقیقت بھی بتاؤ تو

نظر آجائے گا اے منکرو! کیا ہے مزاروں میں
وہابیت کا آنکھوں سے ذرا چشمہ ہٹاؤ تو

محب اولیا ہونے کا دعویٰ ہے ہنرؔ تم کو
مگر ان کے نقوش پاپہ چل کر بھی دکھاؤ تو

یہ منقبت اس مشاعرہ میں پڑھی گئی جو سرکار صابر پاک کلیری قدس سرہ کی یاد میں محلہ باقر گنج بریلی شریف میں دلارے فاروقی صاحب کے مکان پر منعقد ہوا تھا۔

واہ کس درجہ اعلیٰ مرتبہ صابر کا ہے
وہ بھی اعلیٰ ہو گیا ، جو ہو گیا صابر کا ہے

کرتے تھے تقسیم لنگر، اور نہ کھاتے آپ خود
کس قدر حیرت فزا یہ واقعہ صابر کا ہے
قطب دیں، بابا فرید وخواجہ ہندوستاں
ان سبھی کا ہو گیا جو ہو گیا صابر کا ہے

یوں کہا زوجہ سے اپنی، تیری گنجائش کہاں
دل تو پہلے ہی سے وقف کبریا صابر کا ہے

یہ دلارے بھائی کی کاوش کی برکت ہے ہنرؔ
تذکرہ جو اس گھڑی مرد خدا صابر کا ہے

اور یہ نظم آپ دام ظلہ العالی نے اپنے استاد گرامی، رفیق العلما حضرت علامہ مفتی محمد رفیق صاحب ڈھکیاوی قدس سرہ کے وصال پر ملال پر لکھی تھی۔

علم کے کوہ گراں تھے حضرت مفتی رفیق
فیض کے بحر رواں تھے حضرت مفتی رفیق

مسند افتا کی زینت، ماہر تدریس بھی
اور خطیب خوش بیاں تھے حضرت مفتی رفیق

درس دیتے تھے بہت ہی، محنت واخلاص سے
طالبوں پر مہرباں تھے حضرت مفتی رفیق

پلپلے پن اور خوشامد سے تھے وہ دور ونفور
حق پسند وحق بیاں

تھے حضرت مفتی رفیق نصرت حق کے لئے

رہتے ہمیشہ مستعد

حامی حق بے گماں تھے حضرت مفتی رفیق

ان کے غم میں ہر کہہ و

مہہ تھا شکار رنج و غم

سوئے برزخ جب

رواں تھے حضرت مفتی رفیق

[مذکورہ تمام مواد صاحب تذکرہ نے از خود لکھ کر بندہ ناچیز کو عطا فرمایا۔]

(17)نمونہ اسلاف حضرت علامہ حافظ عبد السلام قادری حشمتی بارہ بنکوی

ولادت باسعادت:

استاد گرامی استاذ العلما، عمدۃ القرا، یادگار اسلاف حضرت علامہ حافظ و قاری عبدالسلام قادری رضوی حشمتی مدظلہ العالی والنورانی کی ولادت باسعادت ۱ مئی ۱۹۷۲ء کو ضلع بارہ بنکی، اترپردیش کے ایک مردم خیز قصبہ رام پور کٹرہ میں ہوئی۔ یہ قصبہ بارہ بنکی سے بہرائچ شریف جانے والے ہائی وے سے متّصل قصبہ مسولی شریف سے ۶ کلومیٹر پورب کی جانب واقع ہے۔

خاندانی پس منظر:

آپ کے والد ماجد حضرت مرتضیٰ علی نوری نور اللہ مرقدہ نہایت غریب اور دیندار شخص تھے۔ نماز وروزے کے سختی سے پابند تھے۔ متصلب سنی صحیح العقیدہ، خاندان اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے والے اور علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والے اور باشرع علما و طلبہ نواز تھے۔ مسلکاً حنفی، مشرباً قادری نوری رضوی اور پیشہ کے لحاظ سے انصاری تھے۔ مطالعہ کا بھی آپ کو کافی ذوق و شوق تھا، تاریخ اسلام کی کتابوں کا خصوصی مطالعہ فرماتے اور رات کو لوگوں کو گھر کی بیٹھک میں جمع کرکے ان تمام باتوں کو سنایا کرتے۔ آپ کا تعلق انصاری برادری سے تھا، کپڑے

بن کر اپنی اولاد کی پرورش کرتے تھے۔آپ کے چھ شہزادے ہوئے جن میں بڑے شہزادے اور استاد گرامی حضرت علامہ عبدالسلام صاحب قبلہ کو آپ نے حافظ و قاری اور عالم دین بیانا اور باقی بیٹے بھی دیندار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔آپ خود بھی سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مرید تھے اور اکثر بیٹوں کو بھی حضور مفتی اعظم ہند کا مرید بیانا۔

حضرت استاد گرامی مدظلہ العالی کی والدماجدہ مشفقہ بھی نماز و روزہ کی پابند اور تقویٰ شعار تھیں۔آپ کا انتقال اس وقت ہوا جس وقت حضرت مولانا عبدالسلام صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کی عمر تقریبا چھ سال تھی۔

تعلیم وتربیت:

حفظ و ناظرہ کی ابتدائی تعلیم اور درس نظامی میں درجہ ثالثہ تک کی تعلیم آپ نے اپنے آبائی گاؤں رام پور کٹرہ میں قائم دارالعلوم اہل سنت حشمت العلوم میں حاصل کی۔جس وقت آپ کا حفظ قرآن مکمل ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۳ سال تھی۔درجہ ثالثہ تک اپنے گاؤں میں پڑھنے کے بعد دیار اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں دارالعلوم مظہر اسلام میں آپ نے داخلہ لیا، اور مسلسل دو سال آپ وہاں زیر تعلیم رہے۔جس زمانہ میں آپ بریلی شریف میں پڑھ رہے تھے۔اس وقت محلہ جسولی میں اعلیٰ حضرت کی ولادت گاہ کے قریب چندماہ ایک مسجد میں

امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ روزانہ صبح دار العلوم جاکر درس گاہ میں بلاناغہ حاضر ہوتے اور واپسی میں بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری بھی دیتے۔

اس کے علاوہ بریلی شریف میں قیام کے دوران نالے والی مسجد میں بھی آپ نے امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے علاوہ ازیں خلیفہ مفتی اعظم ہند، مظہر الکاملین، سند العاملین حضرت مولانا الحاج صوفی اقبال احمد نوری صاحب (مصنف شمع شبستان رضا) کے پاس جاکر تعویذات سیکھتے تھے۔ پھر ۱۹۹۰ء میں درس نظامی کی مزید تعلیم کے لئے ایم پی کے مشہور تاریخی شہر برہان پور میں آپ تشریف لے گئے اور یہاں کے مشہور ادارہ دار العلوم اشرفیہ اظہار العلوم میں داخلہ لیا۔

اور استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محبوب عالم صاحب قبلہ مد ظلہ العالی (صدر المدرسین ادارہ ھذا) اور ناظم جامعہ حضرت علامہ عبدالرشید اشرفی صاحب قبلہ ادام ظلہ کے زیر سایہ آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۲۶ رجب ۱۹۹۲ء کو شیخ المشائخ، مختار کلاں حضرت علامہ مفتی سید مختار اشرف اشرفی جیلانی اور فقیہ اسلام، خلیفہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم صاحب اشرفی نوری علیہما الرحمۃ والرضوان اور حضور شیخ الاسلام، عمدۃ المحققین حضرت علامہ سید مدنی میاں اشرفی جیلانی اور غازی ملت مولانا سید ہاشمی میاں اشرفی جیلانی ادام ظلہما

العالی جیسے کبار علماء ومشائخ کے بابرکت ہاتھوں سے دستار وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

درس وتدریس:

فراغت کے بعد آپ کے اساتذہ کرام نے اسی ادارہ "دار العلوم اشرفیہ اظہار العلوم" میں بطور مدرس آپ کی تقرری فرمائی۔ وہاں کچھ عرصہ پڑھانے کے بعد آپ نے سومناتھ میں بھی تدریسی فرائض انجام دئیے ،بعدہ آپ دام ظلہ العالی عالمی شہرت یافتہ غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی سے وابستہ ہوئے۔(وابستگی سے متعلق مکمل روداد نیچے ذکر کی جائے گی) اور جامعۃ المدینہ احمد آباد میں درس و تدریس کے لئے آپ کی تقرری ہوئی جو اب تک بحمد اللہ جل مجدہ جاری وساری ہے۔اس طرح آپ کا تدریسی دورانیہ تقریبا20 سال بنتا ہے۔

جامعۃ المدینہ کی نظامت:

زبردست اور کہنہ مشق مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ آپ دامت برکاتھم العالیہ ایک بہترین تجربہ کار ناظم و منتظم بھی ہیں۔ ادارہ کا نظام کس طرح لے کر چلا جائے اس کے تمام گر آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جامعۃ المدینہ فیضان اولیا احمد آباد میں آپ دامت برکاتھم العالیہ تقریبًا ۹ سال مسلسل ناظم کے عظیم منصب پر فائز رہے۔ پھر اس کے بعد دیگر مصروفیات کے

باعث خود ہی اس منصب سے مستعفی ہو گئے۔

سہ ماہی رسالہ "دارالسرور" کا اجرا:

قبلہ استاد گرامی علامہ عبد السلام صاحب ادام اللہ ظلہ کو عوامی سطح پر دینی کام کرنے کا شوق وجذبہ ابتدا ہی سے تھا اسی واسطہ آپ نے زمانہ طالب علمی ہی سے امامت و خطابت کے فلڈ کو منتخب فرمایا۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد اپنے مادر علمی دار العلوم اشرفیہ اظہار العلوم میں تدریس کے ساتھ ساتھ آپ دام ظلہ العالی برہان پور شہر کی ہندوستانی جامع مسجد (زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کے استاذ گرامی حضرت علامہ عبد الرشید صاحب قبلہ دام ظلہ نے آپ کو یہاں امام وخطیب مقرر کیا اور بعد فراغت بھی کم وبیش دو سال آپ اس مسجد میں امام وخطیب رہے) میں امامت بھی فرماتے تھے۔

جہاں عوام کی اصلاح کی خاطر آپ دام ظلہ نے ہفتہ واری محفل کا آغاز فرمایا جو" نوری محفل "کے نام سے موسوم ومقبول ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد شرکت کرتی۔ اور درس وبیان کے ذریعے آپ دام ظلہ العالی عوام کی اصلاح کی کوشش کرتے۔ اسی زمانہ میں آپ نے عوام کے بے حد اصرار پر ایک سہ ماہی رسالہ بنام "دار السرور" کا آغاز فرمایا۔ جس میں علمی ادبی اور اصلاحی مضامین کو سہل سے سہل انداز میں شامل کر کے ہر تین ماہ میں طبع کیا جاتا۔ بحمد اللہ یہ مجلہ عوام وخواص

میں بے حد مقبول و مشہور ہوا، اور اس کی برکتوں سے کافی حد تک عوام کی اعمال و عقائد کی اصلاح ہوئی۔

اس مجلہ کا نام ”دار السرور“ رکھنے کی وجہ یہ رہی کہ شہر برہان پور کا لقب تاریخ کے اوراق میں ”دار السرور“ ملتا ہے۔ اس لئے اس مجلہ کا نام اسی لقب کی طرف منسوب و معنون کر کے ”سہ ماہی دار السرور“ رکھا۔ یہ لقب اس شہر کو مغلیہ بادشاہوں نے دیا تھا۔ شاہجہاں بادشاہ کی بیوی ممتاز محل کا انتقال بھی اسی شہر میں ہوا تھا۔ آگرہ کا تاج محل ابھی مکمل تیار نہیں ہوا تھا اس لئے عارضی تاج محل برہان پور میں تعمیر کر کے ٦ ماہ تک ممتاز محل کو یہاں سپرد خاک کیا گیا۔ جب آگرہ میں تاج محل کی تعمیر مکمل ہو گئی تب ممتاز کو وہاں سے نکال کر آگرہ تاج محل میں منتقل کیا گیا۔ وہ عارضی تاج محل آج بھی برہان پور میں موجود ہے۔ برہان پور کو ”دار السرور“ کا لقب اس لئے پڑا کہ مغلیہ بادشاہ جنگ و جدال سے فارغ ہو کر برہان پور کیف و سرور حاصل کرنے کے لئے آتے تھے اس لئے اس شہر کا لقب ”دارالسرور“ پڑا۔ یہ شہر بزرگوں کا مرکز رہا ہے اور اس کو ”مدینۃ الاولیاء“ کا امتیاز حاصل ہے۔ فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ”فتاویٰ عالمگیری“ اسی شہر میں تصنیف کی گئی۔

بیعت و خلافت:

قبلہ استاد گرامی علامہ عبد السلام حشمتی مد ظلہ العالی کو شہزادہ شیر بیشہ اہل سنت، عاشق مصطفیٰ، صوفی باصفا، ولی کامل حضرت علامہ الشاہ مفتی مشاہد رضا خاں صاحب رضوی حشمتی سے شرف بیعت حاصل ہے۔ اور اسی نسبت سے آپ دامت برکاتہم العالیہ اپنے نام کے ساتھ ''حشمتی'' لگاتے ہیں۔ جب کہ خلافت آپ کو شہزادہ و جانشین محدث اعظم ہند، رئیس المحققین، حضور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ شاہ مفتی سید مدنی اشرفی جیلانی دام ظلہ النورانی سے حاصل ہے۔

تراویح میں ختم قرآن:

استاد گرامی حضرت مولانا عبدالسلام صاحب حشمتی مد ظلہ العالی ایک بہترین حافظ اور خوش الحان قاری بھی ہیں۔ اب تک متعدّد مرتبہ رمضان المبارک میں تراویح سنا چکے ہیں۔ جس زمانہ میں آپ شہر برہان پور میں قیام پذیر تھے اس وقت ڈیڑھ پارہ والی تراویح کے بعد لوگوں نے ۱۰ پارے والی تراویح پڑھانے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اس سے قبل دس پارہ والی تراویح کبھی پڑھائی نہیں تھی اس لئے کچھ حیرت اور تعجب ہوا۔ لیکن آپ نے ہمت نہ ہاری اور اعلان کر دیا کہ امسال ہندوستانی جامع مسجد میں دس پارہ والی تراویح آپ پڑھائیں گے۔ اس وقت آپ

کی عمر تقریبا ۲۰ سال رہی ہوگی اس لئے لوگ بڑے حیران تھے اور حیرانگی کے ساتھ پوچھتے حافظ صاحب کیا آپ پڑھ لیں گے۔

آپ انتہائی اطمینان کے ساتھ اثبات میں جواب دیتے۔ اور بحمد اللہ اسی سال کئی حفاظ کرام کی موجودگی میں نہایت احسن انداز میں آپ نے دس پارہ والی تراویح پرھائی۔ اور اس کے بعد بھی مسلسل تین سال تک آپ دام ظلہ النورانی نے اسی مسجد میں تراویح پرھائی۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ اب تک تقریبا ۹۸ مرتبہ تراویح میں قرآن پاک سنا چکے ہیں۔ کسی سال ۲ مرتبہ ، کسی سال ۳ مرتبہ اور کسی سال ۵ مرتبہ قرآن پاک پرھتے رہے ہیں اور فی الحال ہر سال ۳ مرتبہ قرآن پاک سنانے کا معمول جاری وساری ہے۔

اصاغرنوازی:

قبلہ استاد گرامی مدظلہ العالی یوں تو متعدّد محاسن وکمالات کے جامع ہیں مگر جس خوبی نے مجھے سب سے زیادہ حضرت کے قریب اور متاثر کیا وہ ہے آپ کی اصاغر نوازی اور خردہ نوازی۔ طلبہ کرام سے اس قدر شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں کہ کبھی کسی طالب علم کو ابے تبے یا تو تڑاق سے مخاطب نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ آپ جناب سے ہی سے مخاطب ہوتے ہیں۔ غریب طلبہ کی کفالت بھی فرماتے ہیں۔ دعا ہے اللہ جل مجدہ استاد گرامی کا فیضان عام وتام فرمائے۔

آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

سفر حرمین شریفین:

اللہ جل وعلا نے کرم فرمایا، حضور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کی رحمت خاص ہوئی اور آپ دام ظلہ النورانی ۵ فروری 2016ء کو انتہائی وارفتگی کے ساتھ سوے حرمین روانہ ہوئے۔ بیت اللہ شریف اور دیار رسول ﷺ کی حاضری وزیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ جس وقت آپ عمرہ شریف کے لئے گئے تھے تو اس زمانہ میں بندہ ناچیز آپ کے پاس جامعۃ المدینہ احمد آباد شریف میں درجہ ثالثہ میں زیر تعلیم تھا۔ مدینہ شریف سے واپسی کے بعد ہم نے دیکھا کہ دیار رسول ﷺ سے جدائی کے غم میں آپ انتہائی غمزدہ رہتے تھے اور یوں لگتا تھا جیسا کہ خوشیاں آپ سے چھن گئی ہوں۔ مدینہ کی پیاری پیاری باتیں بتاتے اور غم کا اظہار فرماتے۔

مدرسہ گلشن مدینہ کا قیام:

قبلہ استاد گرامی دامت برکاتہم العالیہ نے علم دین کی روشنی کو اپنے علاقے میں پھیلانے کے اور نسل نو میں دینی تعلیم عام کرنے کے لئے اپنے ہی گاؤں میں ایک ادارہ بنام ”دار العلوم گلشن مدینہ“ کا قیام فرمایا۔ جہاں دین کے نونہالوں کے عمدگی کے ساتھ تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ اور خود بنفس نفیس

استاد گرامی دام ظلہ اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

معمولاتِ زندگی:

آپ کی زندگی انتہائی مشغول ترہے۔صبح کے وقت جامعۃ المدینہ احمد آباد میں تدریس فرماتے ہیں اور ساتھ ہی پتھر والی مسجد، خانپور میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اور شام کے وقت غمخواری امت کے خاطر پریشان حالوں اور مریضوں کے لئے دعا وتعویذات دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں قرب وجوار کے جلسوں میں تقریر بھی فرماتے ہیں۔

دعوتِ اسلامی سے انسلاک:

جس وقت استاد گرامی علامہ عبدالسلام صاحب حشمتی دام ظلہ العالی برہان پور، ایم پی میں امامت وتدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اسی دوران مہاراشٹر کے شہر بھساول میں دعوت اسلامی کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ شرکت ہوئی۔ دعوت اسلامی کے اس مشکبار مدنی ماحول کو دیکھ کر آپ کافی محظوظ ہوئے۔ اور اسی وقت سے آپ دعوت اسلامی سے باطنی طور پر منسلک ہو گئے۔ اس کے بعد گجرات کے ایک تاریخی شہر جس سے تاریخ اسلام کا ایک مکمل باب وابستہ ہے۔ جسے ''سومناتھ پاٹن'' کہا جاتا ہے۔ یہ وہی شہر ہے جہاں سومناتھ مندر سے کافی شہرت حاصل ہے۔ اس شہر کو

حضرت محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے فتح کیا تھا۔ ۱۹۹۵ء میں آپ یہاں قیام پذیر ہوئے اور امامت وتدریس کے فرائض انجام دینے شروع کر دیئے۔

۱۹۹۶ء میں آپ دام ظلہ نے یہاں باضابطہ دعوت اسلامی کا کام شروع کیا۔ اور یہاں دعوت اسلامی کا دینی کام اس قدر احسن انداز میں ہوا کہ اس کی حسن کارکردگی دیکھ کر سیدی امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے وہاں آنے کی خوائش ظاہر فرمائی۔ اور ۱۹۹۸ء حضور امیر اہل سنت دام ظلہ النورانی سومناتھ تشریف لائے اور قبلہ استاد گرامی کی مسجد (چاندی مسجد) میں تین روز قیام فرمایا۔ مسلسل تین دن آپ دام ظلہ العالی نے امیر اہل سنت مد ظلہ النورانی کی صحبت کی خوب برکتیں حاصل کیں۔ انہیں ایام میں ایک روزہ اجتماع بھی ہوا جس میں بنفس نفیس قبلہ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمایا اس اجتماع کی خصوصیت یہ تھی کہ اس قدر بڑے پیمانے پر ہونے کے باوجود رات تقریبا۱۰ بجے اختتام پذیر بھی ہو گیا تھا جب کہ لوگ جوق در جوق آرہے تھے۔

سومناتھ میں آپ جب تک رہے دعوت اسلامی کا دینی کام خوب کرتے تربیتی اجتماعات میں بیانات فرماتے۔ اسی محنت اور دھن کو دیکھ کر دعوت اسلامی کے ذمہ داران نے ۲۰۰۰ء میں آپ کو ”مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف“ مدعو کیا تاکہ جامعات المدینہ کا یہاں سے آغاز ہو سکے۔ مگر سومناتھ کے احباب نے آپ

کو آنے نہ دیا جس کی وجہ سے فوری طور پر تو آپ احمد آباد شریف نہ آ سکے۔ پھر ۲۰۰۴ء میں بھی احمد آباد والوں نے ایک بار پھر آپ کو احمد آباد آنے کی دعوت دی مگر پھر سوناتھ کے احباب کی محبت غالب رہی۔ بالآخر ۲۰۰۶ء ذمہ داران دعوت اسلامی کے پیہم اصرار پر آپ کی احمد آباد شریف آمد ہوئی۔ اور اسی سال " عائشہ مسجد " دلی دروازہ سے جامعۃ المدینہ کا آغاز کیا گیا۔ اگر ۲۰۰۰ء ہی میں اہل سومناتھ آپ کو احمد آباد جانے دیتے تو اسی سال یہاں جامعہ کا قیام ہو جاتا تھا۔ مگر یہ سعادت ۲۰۰۶ء ہی میں آپ کے مقدر میں لکھی تھی۔

ع۔ اے رضا ہر کام ایک وقت ہے

اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے شہر اور بیرون شہر میں متعدّد مدارس و جامعات شروع ہوتے گئے۔ اور اسی وقت اس جامعہ میں مدرس کورس، امامت کورس اور مدرسۃ المدینہ وغیرہ کا بھی آغاز ہوا۔ اس وقت آپ کے ذمہ دعوت اسلامی کے مندرجہ ذیل شعبہ جات تھے۔ مجلس جامعۃ المدینہ و مدرسۃ المدینہ، مجلس خدام المساجد اور مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ۔ مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ کے تحت آپ دامت برکاتہم العالیہ ایم پی، گجرات، راجستھان، ہریانہ، پنجاب، دہلی اور کشمیر اور دیگر صوبوں میں دورے فرماتے۔

دعوت اسلامی کے بارے میں تاثرات:

دعوت اسلامی اور امیر اہل سنت دامت فیوضہم القدسیہ سے مجھے قلبی محبت ہے۔ اس تنظیم نے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا بڑا کام کیا ہے اور کر رہی ہے۔ اس لئے اس کے کسی ایک بھی دینی کام سے وابستہ رہنا اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔

[مذکورہ تمام مواد صاحب تذکرہ نے از خود لکھ کر بندہ ناچیز کو عطا فرمایا۔]

(18) پیر طریقت حضرت علامہ سید عبد السلام امانت قادری مدظلہ العالی

(زیب سجادہ خانقاہ قادریہ سید فضل کریم امانت گھاٹ پیار پور)

ولادت باسعادت:

پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ مولانا سید عبد السلام امانت قادری مدظلہ العالی کی ولادت باسعادت ۷/ صفر المظفر ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۷/ جنوری ۱۹۷۷ء بروز جمعرات کو بمقام کھائی ٹولہ پلاس گاجھی میں ہوئی۔

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی سید عبد السلام ہے آپ کا تعلق ایک عظیم سید خاندان سے ہے۔آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے ابن سید فضل کریم ابن سید قاضی فضل الرحمٰن قادری عرف فضو میاں قدست اسرارھم۔

خاندانی حالات:

آپ قادری سادات گھرانہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے جد کریم حضرت سید قاضی فضل الرحمٰن عرف فضو میاں قدس سرہ شیوڑی ضلع بیر بھوم مغربی بنگال سے دین و سنیت کی ترویج واشاعت اور خلق خدا کی رشد وہدایت کے لئے سرزمین راج محل کو اپنے قدوم میمونت سے نوازا اور آپ ہی سب سے پہلے یہاں

تشریف لائے۔ علاقہ راج محل کے مسلمانوں کا بڑا طبقہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھا۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ نے اپنے فرزندار جمند حضرت سید شاہ فضل کریم قادری کو اپنا جانشین و خلیفہ بناکر اہل راج محل کے سپرد کیا۔ حضرت سید شاہ فضل کریم صاحب علیہ الرحمہ اپنے ایام شباب میں راج محل کے جنگل پاڑہ میں تشریف لائے اور اولا اسی کو اپنا مستقل مسکن بنایا پھر آخری ایام میں امانت گھاٹ پیار پور میں دوسرا مسکن اختیار فرمایا اور یہیں پر آپ کا وصال پر ملال ہوا۔

آپ صاحب طریقت بزرگ شیریں مقال خطیب اور قادر الکلام بنگالی نعت گو شاعر تھے۔ آج بھی آپ کی بنگلہ زبان میں لکھی ہوئی نعتیں زبان زد عام ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین راج محل کے علاوہ ضلع مالدہ، دیناج پور اور بنگال وغیرہ علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ اپنے دور میں شمع محفل تھے۔ آپ کے بنا راج محل کی دینی محفلیں ناقص وادھوری تصور کی جاتی تھیں۔ قریب نصف صدی تک خلق خدا کو شریعت و طریقت کے جام سے سیراب کرکے ۲۴/ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۳/فروری ۱۹۷۹ء بروز جمعہ دین وسنیت کا قادری میخانہ کا ساقی داعی اجل کو لبیک کہا اور مالک حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا مزار پرانوار پیار پور ہاٹ کھولا (علاقہ راج محل) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ زوجہ ثانیہ سے دو صاحبزادے حضرت علامہ مولانا سید

عبد السلام صاحب قادری (صاحب تذکرہ) اور حضرت مولانا سید معین الدین صاحب قادری ادام اللہ ظلہما علینا پیدا ہوئے۔ اور دونوں فی الوقت اپنے والد ماجد کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں اور علاقہ راج محل کی روحانی سرپرستی فرمار ہے ہیں، اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں مصروف و مشغول ہیں۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے ہی گھر میں اپنے ماموں منشی فیض الدین صاحب اور مولانا روح الامین صاحب سے حاصل کی۔ پھر اس کے بعد چند ایام کے لئے دار العلوم اہل سنت سہسوا بازار، ضلع بستی میں بھی داخلہ لے کر اکتساب فیض کیا۔ پھر باضابطہ طور پر مدرسہ دیانت العلوم بیر بنا جام نگر میں حضرت مولانا عبد الحق صاحب اشرفی اور حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب رضوی سے درجہ اعدادیہ اور اولیٰ کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم:

اعلیٰ تعلیم کے حصول کے اسباب کچھ اس طرح ہیں۔ سرزمین کربلا، راج محل میں ۳،۴،۵،۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو ایک عظیم الشان تاریخی کانفرنس بنام "رضائے مصطفیٰ کانفرنس" منعقد ہوئی تھی۔ جس میں نابغہ روزگار علمی وروحانی شخصیات کا ورود مسعود ہوا تھا جن میں خصوصیت کے ساتھ مجاہد دوراں، خطیب زماں

حضرت علامہ الشاہ سید مظفر حسین کچھوچھوی قدس سرہ ، امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی نوری پورنوی ، جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ اختر رضاخاں قادری ازہری علیہما الرحمہ اور مناظر اسلام ، فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر نوری دام ظلہ اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ صغیر احمد جوکھن پوری و دیگر سینکڑوں اکابر علما و مشائخ قابل ذکر ہیں۔

اس کانفرنس کے ناظم و نگران کی حیثیت سے استاذ العلما حضرت علامہ مولانا احسان الحق صاحب دانش کربلا اور کنویز کی حیثیت سے حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب مصباحی رضوی راج محلی مقیم حال کرناٹک تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ راج محل کی تاریخ میں اس طرح کی عظیم کانفرنس کے انعقاد میں ان دونوں حضرات کے جہد مسلسل کا بڑا حصہ رہا۔ بہر کیف ٦/ جنوری ١٩٩٥ء کو حضرت مولانا مفتی منظور صاحب نے اکابر علما و مشائخ کی موجودگی میں سید عبد السلام اور ان کے چھوٹے بھائی سید معین الدین صاحب کو حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی خدمت میں پہلی مرتبہ پیش کیا اور خاندانی پس منظر کو پیش کرتے ہوئے تعارف بھی کرایا۔ یہ سن کی آپ نے ان دونوں حضرات کو نہ صرف اپنی ارادت میں داخل فرمایا بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کا بھرپور اہتمام کا بھی حکم دیا۔

اس وقت آپ نے مفتی منظور صاحب کی نگرانی میں خواجہ علم و فن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب کو دونوں کا استاذ مقرر فرمایا۔ اور حضرت خواجہ صاحب سے بھی گذارش کی کہ آپ اپنی شاگردی میں دونوں کو قبول فرمائیں۔ چنانچہ حکم کے مطابق آنے والے سال کے شوال المکرم میں مفتی منظور احمد صاحب نے ان دونوں حضرات کو دار العلوم نور الحق چیرہ محمد پور ضلع فیض آباد، یوپی میں حضور خواجہ مظفر حسین صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا اور یہیں سے دونوں کی اعلیٰ تعلیم کا دور شروع ہوا۔ حضرت سید عبد السلام صاحب اور حضرت سید معین الدین صاحب خواجہ علم و فن کی خدمت میں پہنچ کر بشمول دیگر اساتذہ دار العلوم نور الحق سے درجہ ثانیہ تا درجہ فضیلت کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۹۹ء میں خواجہ علم و فن و دیگر علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ فضیلت کی دستار کے بعد بھی دو سال تک حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر مزید علوم و فنون بالخصوص اس درمیان فن تعویذات کے رموز و قواعد سے بھی آگاہی ملی اور حضور خواجہ علم و فن علیہ الرحمہ نے اجازت بھی عطا فرمائی۔

اساتذہ کرام:

(۱) امام علم و فن جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین

رضوی قدس سرہ

(۲)استاذ العلما حضرت علامہ مولانا اقبال احمد صاحب

(۳)استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مختار الحسن صاحب قبلہ بغدادی

(۴)جامع العلوم حضرت علامہ مفتی کمال اختر صاحب قبلہ۔

رفقائے درس:

(۱)شہید بغداد،وارث علوم اکابر بدایوں حضرت علامہ شیخ اسید الحق قادری علیہ الرحمہ

(۲)برادر شہید بغداد حضرت علامہ عطیف القادری صاحب بدایونی زید مجدہ

(۳)حضرت علامہ مفتی ذاکر حسین صاحب پورنوی زید فضلہ

(۴)حضرت مولانا احمد رضا صاحب پورنوی زید شرفہ

(۵)حضرت مولانا انوار الحق رضوی صاحب راج محلی زید عزہ و مجدہ

اجازت وخلافت:

رضائے مصطفےٰ کانفرنس ۱۹۹۵ء میں ہی دونوں بھائی کم سنی کے عالم میں حضور تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں داخل ہو گئے۔مگر خلافت واجازت بعد میں عطا ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی منظور صاحب مصباحی کا بیان ہے کہ متعدّد بار حضور تاج

الشریعہ نے دریافت فرمایا کہ ان دونوں سید زادوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے ان دونوں کے احوال بیان کئے۔ جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں ان دونوں کی فراغت کی خبر دی اور دونوں کی دینی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا۔ تو حضور تاج الشریعہ نے مولانا موصوف کو حکم دیا کہ دونوں کو بریلی شریف لے آؤ دونوں کو خلافت سے نواز دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے منظور صاحب نے مئی ۲۰۱۵ء کو دونوں بھائیوں کو لے کر بریلی شریف پہنچے اور حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے دونوں بھائیوں کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت و خلافت سے نوازا اور اپنے دستخط کے ساتھ سند اجازت عطا فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ کو خلیفہ مفتی اعظم ہند ، فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مضطرؔ پورنوی دامت برکاتہم العالیہ سے بھی خلافت حاصل ہے۔

خدمت خلق:

علاقہ راج محل و مضافات میں تمام دینی و مسلکی سرگرمیاں آپ کی قیادت میں ہوتی ہے۔ آپ خود پہنچتے ہیں یا پھر برادر اصغر پیر طریقت حضرت علامہ سید معین الدین صاحب قادری مدظلہ العالی کو بھیجتے ہیں۔ خدمت خلق کے جذبہ کے پیش نظر آپ پریشان حالوں کو دعا و تعویذ وغیرہ سے بھی نوازتے ہیں۔ جمعرات

اور پیر شریف کے دو دنوں میں دعا تعویذ والوں کی ایک بڑی تعداد میں خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ فراغت کے بعد ہی سے علاقہ راج محل کے مان سنگھا گاؤں کی سب سے قدیم اور مشہور عید گاہ کے آپ امام و خطیب ہیں۔

اہم کارنامہ:

آپ کا ایک اہم کارنامہ مدرسہ بحرالعلوم سید فضل کریم امانت گھاٹ کا قیام ہے۔ دین و سنیت کی ترویج واشاعت کی خاطر آپ دام ظلہ العالی نے اس ادارہ کا ۲۰۰۳ء میں اپنے برادر عزیز حضرت علامہ سید معین الدین صاحب قادری دام ظلہ العالی کی معیت میں قائم فرمایا۔ بلکہ اس کے اہتمام کی جملہ ذمہ داریاں انہیں کے کاندھے پر رکھیں۔ یہ ادارہ بھوڈبی نہر کے کنارے امانت گھاٹ (جس پر فی الحال پختہ پل بن گیا ہے اور شاہراہ کی طرح دیکھنے میں لگتا ہے) پر واقع ہے۔ دو بیگھہ آراضی پر عالیشان دو منزلہ عمارت دعوت نظارہ دے رہی ہے۔

اور اسی سے متّصل مسجد غوثیہ کا قیام ہوا ہے۔ ادارہ ہذا کا معیار تعلیم اعدادیہ تا درجہ عالمیت مع حفظ و قرات ہے۔ اساتذہ کی تنخواہوں میں ایک خطیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ دار العلوم کے اندر ایک خانقاہ قادریہ بھی قائم ہے جس میں ہفتہ واری حلقہ ذکر اور تزکیہ نفس کی محفل منعقد ہوتی ہے ساتھ ہی خانقاہ شریف میں بزرگان دین کے آثار و تبرکات موجود ہیں جن میں سرکار ﷺ کے موئے مبارک قابل

ذکر ہے۔

نکاح واولاد:

3/ستمبر ۲۰۰۱ء کو آپ ازدواجی زندگی سے منسلک ہوئے اور آپ کا نکاح محترمہ شہناز بیگم بنت نجیب الحق ساکن محبت ٹولہ پلاس گاچھی کے ہمراہ ہوا۔ جن کے بطن سے دو صاحبزادے سید فضل رسول ساحلؔ قادری اور سید فضل الوحید قادری اور ایک صاحبزادی سیدہ فاضلہ بشریٰ آپ کی یادگار ہیں۔

[ماخوذ از: تذکرہ علماے راج محل ص:۲۲۶ تا ۲۳۲]

(19) استاذ العلما حضرت علامہ مفتی عبد السلام صاحب مصباحی قادری راج محلی

(استاذ: مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم، خالص پور ادری ضلع مئو)

ولادت باسعادت:

حضرت مفتی عبد السلام صاحب راج محلی دام ظلہ العالی کی پیدائش محرم الحرام/1393ھ مطابق 1974ء کو بیگم گنج تھانہ، رادھانگر، تحصیل راج محل، ضلع صاحب گنج، صوبہ جھارکھنڈ میں ہوئی۔

نام ونسب:

محمد عبد السلام ابن الحاج مفیض الحق ابن طالب علی (مڑل) ابن ولایت شیخ ابن لعل دین عرف لیھیل دی ابن مالوت شیخ۔

خاندانی حالات:

آپ کا تعلق بیگم گنج کے قدیم دین دار اور متمول گھرانے سے ہے۔ زمین جائیداد سے لے کر اچھی خاصی کھیتی باڑی کے مالک ہیں مورث اعلیٰ جناب ولایت علی مرحوم علاقہ میں ایک زمیں دار اور خوش اخلاق انسان سے پہچانے جاتے تھے۔ ساتھ ہی داداجان جناب طالب علی مرحوم کا علاقہ میں کافی شہرہ تھا۔ وچار ثالث وغیرہ میں ایک بہترین فیصل کی حیثیت سے مدعو ہوتے تھے۔ والد گرامی

جناب مفیض الحق صاحب بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پنچایت وغیرہ میں خوب مدعو ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ بیگم گنج کے ہندوؤں کے یہاں بھی اگر کو ئی جھگڑا ہوتا تو آپ کا فیصلہ سب کے لئے قابل قبول ہوتا۔ فی الحال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ان چیزوں سے برطرف ہوکر پنج وقتہ باجماعت نمازوں کے پابند اور تلاوت کلام اللہ کے عادی ہو چکے ہیں۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو چکی ہیں اور صوم وصلوۃ کی مکمل پابند ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گزار ہیں۔

ابتدائی تعلیم:

اپنے گاؤں کے مکتب میں حضرت منشی گوہر علی مرحوم کے پاس بغدادی قاعدہ سے لے کر ناظرہ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لئے حضرت منشی جی نے از خود آپ کو اپنے خرچ سے مدرسہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ، بنگال میں داخلہ کرایا۔ تقریبا ایک سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ مسائل کی بنا پر آپ گھر آ گئے۔ تقریبا ایک سال گھر رہے اس کے بعد والد گرامی کے ایما پر دوبارہ آپ نے تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اپنے ہی گاؤں کے مکتب کے ساتھی مولانا روح الامین صاحب کے ہمراہ حاجی پور بیر بھوم کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا اور یہاں تقریبا ایک سال تک تعلیم حاصل کی۔ پھر

اس کے بعد ٹاٹا جمشید پور کے مدرسہ غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر میں دو سال تک تحصیل علم میں وقت صرف کیا۔

پھر مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے حضرت مولانا ذاکر حسین رضوی مان سنگھا کی معیت میں اور دیگر رفقا کے ہمراہ ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ کے قصد سے تشریف لائے۔ پہلے سال تو یہاں داخلہ ہی نہیں ہوا۔ اس لئے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ، مئو میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ ثانیہ تا درجہ خامسہ مکمل چار سال تک پورے انہماک کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ بعدہ جامعہ اشرفیہ میں درجہ سادسہ کے لئے آپ نے ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی باآسانی پاس ہو گئے اور داخلہ بھی ہو گیا۔

اس کے بعد مسلسل تین سال آپ جامعہ اشرفیہ میں قابل ترین اساتذہ سے علم دین سیکھتے رہے اور یکم جمادی الآخرہ ۱۴۱۷ھ مطابق/۱۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں بموقع عرس حافظ ملت علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت و قرات سبعہ سے نوازے گئے۔

بیعت وارشاد:

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری قادری سے آپ شرف بیعت حاصل ہے۔ جب کہ سند حدیث کی اجازت آپ کو حضور شارح بخاری

،نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ العزیز سے حاصل ہے۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد سے تاحال آپ دام ظلہ متعدّد مدارس وجامعات میں تدریسی فرائض انجام دے چکے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔ مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور، ضلع غازی پور میں تقریبا تین سال، مدرسہ نظامیہ اشرف العلوم کھیکھر بناکلیا چک مالدہ میں دوسال، دار العلوم انوار مصطفٰے رائے پور چھتیس گڑھ میں ایک سال، دار العلوم رضویہ یتیم خانہ راج گانگ پور اڑیسہ میں دوسال، مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ میں تقریبا ۱۳سال اور تا حال مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پور ادری مئو میں چھ سال سے بحیثیت سرکاری ملازم خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

دینی وملی خدمات:

(۱)اپنے ہی آبائی گاؤں بیگم گنج میں ایک دینی درس گاہ بنام مدرسہ حنفیہ کا قیام۔(۲)نوری جامع مسجد مفیصنول حاجی ٹولہ بیگم گنج کے بانی و متولی۔(۳)تنظیم علمائے اہل سنت بیگم گنج کے سرپرست۔(۴)تحریک ’’آؤ نماز پڑھیں‘‘ خالص پور ادری کے بانی و سرپرست۔ علاوہ ازیں موتھا باڑی کوڑیا ٹائیل ضلع مالدہ کی عید

گاہ کے تقریباً گذشتہ ۱۶/سالوں سے عیدین کے امامت وخطابت آپ کے ذمہ ہے۔

قلمی خدمات:

(1)دینی و تاریخی معلومات۔(۲)منتخب مسائل نماز اور اہم دعائیں۔(3) تذکرہ علماے راج محل۔(4)طلاق کی آئینی حیثیت اور اس کے چند مسائل۔اول الذکر تینوں کتب مطبوعہ ہیں اور آخر الذکر غیر مطبوعہ ہے۔

[ماخوذ از: تذکرہ علماے راج محل ص:۱۹۱ تا ۱۹۷]

ماخذو مراجع

1/ خزینۃ الاصفیاء، مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور

2/ والی ولایت ناگور

3/ ماہنامہ پیام چشت، ناگور شریف، شمارہ شعبان المعظم/1418 دسمبر 1997

4/ لاہور کے اولیائے سہروریہ

5/ تذکرہ علمائے اہل سنت مطبوعہ سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، ڈجکوٹ روڈ، فیصل آباد

6/ تذکرہ علمائے ہند

7/ اکمل التاریخ

8/ سہ ماہی عرفان رضا مرادآباد، شمارہ مارچ، تا مئی 2022

9/ مفتی رفیق صاحب مصباحی: حیات وخدمات

10/ الملفوظ حصہ دوم

11/ برہان ملت کی حیات وخدمات مطبوعہ ادارہ ضیاء البرہان دار السلام، اپرین گنج، جبل پور، ایم پی

12/ انوار علمائے اہل سنت سندھ مطبوعہ زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور

13/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت

14/ تذکرہ علمائے گھوسی،

15/ حیات مخدوم الاولیاء مطبوعہ حضرت امین شریعت، ٹرسٹ، اسلام آباد، ضلع مظفر پور، بہار

16/ سیرت اعلیٰ حضرت، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

17/ نیپال میں اسلام کی تاریخ۔ مطبوعہ مکہ پبلیشر، مٹیا محل دہلی۔

18/ فیضان مولانا محمد عبدالسلام قادری، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ۔

19/ مفتی اعظم اوران کے خلفا، مطبوعہ اسلامک ریسرچ سینٹر، بریلی شریف

20/ تذکرہ علمائے راج محل، مطبوعہ ازہری پستک بھنڈار، نزد پیر بابا درگاہ، رادھا نگر، صاحب گنج جھارکھنڈ

ہماری اردو کتابیں:

﴿بہار تحریر(14 حصے)﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿اذان بلال اور سورج کا نکلنا﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿شب معراج غوث پاک﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿شب معراج نعلین عرش پر﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿مقرر کیسا ہو؟﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿غیر صحابہ میں ترضی﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿اختلاف اختلاف اختلاف﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)﴾ از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

عنوان	مصنف
﴿قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿محرم میں نکاح﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿روایتوں کی تحقیق (تین حصے)﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿بریک اپ کے بعد کیا کریں؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿ایک نکاح ایسا بھی﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿کافر سے سود﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿میں خان تو انصاری﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿جرمانہ﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿سفرنامہ بلاد خمسہ﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿منصور حلاج﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿فرضی قبریں﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿سنی کون؟ وہابی کون؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿رَضا یا رِضا﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿786/92﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿کلام عبید رضا﴾	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
﴿تحریرات لقمان﴾	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد

﴿بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)﴾	از قلم کنیز اختر
﴿عورت کا جنازہ﴾	از قلم جناب غزل صاحبہ
﴿تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام﴾	از قلم عرفان برکاتی
﴿اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)﴾	از قلم عرفان برکاتی
﴿مسائل شریعت (جلد 1)﴾	از قلم سید محمد سکندر وارثی
﴿اے گروہ علما کہہ دو میں نہیں جانتا﴾	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
﴿مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں﴾	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
﴿مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں﴾	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
﴿سفر نامہ عرب﴾	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
﴿من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق﴾	از قلم زبیر جمالوی
﴿ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت﴾	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
﴿علم نور ہے﴾	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
﴿یہ بھی ضروری ہے﴾	از قلم محمد حاشر عطاری
﴿مومن ہو نہیں سکتا﴾	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
﴿جہان حکمت﴾	از قلم محمد سلیم رضوی
﴿ماہ صفر کی تحقیق﴾	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری
﴿فضائل و مناقب امام حسین﴾	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
﴿شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر﴾	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

﴿تحریرات بلال﴾ — از قلم مولانا محمد بلال ناصر

﴿معارف اعلیٰ حضرت﴾ — از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی

﴿نگارشات ہاشمی﴾ — از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی

﴿ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ)﴾ — پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل

﴿امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں﴾ — از قلم مبشر تنویر نقشبندی

﴿زر خانۂ اشرف﴾ — از قلم محمد منیر احمد اشرفی

﴿حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ﴾ — از قلم محمود اشرف عطاری مراد آبادی

﴿ایمان افروز تحاریر﴾ — از قلم محمد ساجد مدنی

﴿انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق﴾ — از قلم اسعد عطاری مدنی

﴿رشحات ابن حجر﴾ — از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)

﴿تجلیات احسن (جلد 1)﴾ — از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی

﴿درس ادب﴾ — از قلم غلام معین الدین قادری

﴿تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)﴾ — از قلم محمد شعیب عطاری جلالی

﴿حق پرستی اور نفس پرستی﴾ — از قلم علامہ طارق انور مصباحی

﴿خوان حکمت﴾ — از قلم محمد سلیم رضوی

﴿صحابہ یا طلَقاء؟﴾ — از قلم مبشر تنویر نقشبندی

﴿روشن تحریریں﴾ — از قلم ابو حاتم محمد عظیم

﴿تحریرات ندیم﴾ — از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری

﴾امتحان میں کامیابی﴿	از قلم ابن شعبان چشتی
﴾اہمیتِ مطالعہ﴿	از قلم دانیال سہیل عطاری
﴾دعوت انصاف﴿	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
﴾حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات﴿	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
﴾تحریرات ابن جمیل﴿	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
﴾ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ کا شمارہ)﴿	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
﴾مسئلۂ استمداد﴿	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
﴾حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی﴿	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
﴾(میرے قلم دان سے﴿	از قلم احمد رضا مغل
﴾عوامی باتیں (حصہ 1)﴿	از قلم فیصل بن منظور
﴾تحقیقات اویسیہ (جلد 1)﴿	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
﴾امیر المجاہدین کے آثار علمیہ﴿	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
﴾رافضیوں کا رد﴿	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
﴾چھوتی بیماریاں﴿	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
﴾فتاوی کرامات غوثیہ﴿	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
﴾غامدیت پر مکالمہ﴿	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی
﴾خودکشی﴿	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
﴾مقالاتِ بدر (جلد 1)﴿	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ

﴿ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)﴾	پیشکش دار التّحقیقات انٹر نیشنل
﴿سردی کا موسم اور ہم﴾	از قلم خالد تسنیم المدنی
﴿رد ناصر رامپوری﴾	از قلم میثم عباس قادری رضوی
﴿چشمۂ حکمت﴾	از قلم محمد سلیم رضوی
﴿کتابوں کے عاشق﴾ یہ کتاب	از قلم محمد ساجد مدنی

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog

(2) Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

(3) E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

(4) E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

9102520764

BANK DETAILS
Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

(1) Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

(2) Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

(4) E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

www.enikah.in

(4) E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

(5) Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M —— O